

# گلزارِ اولیاء



تالیف

فخر العلماء و الامجد شین واقف رموز شریعت حضرت سیدنا مولانا مرشدنا الحاج  
ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت فیوضہ و برکاتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انت کہ برنداز رہ پنہاں بحرم قافلہ را  
در لباس اہل دنیا کارِ عقبی میکند خرقة فقرست پنہاں در طریق نقشبند

# گلزارِ اولیاء

مؤلفہ

فخر العلماء والمحدثین واقف رموز شریعت حضرت سیدنا مولانا مرشدنا الحاج  
ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری دامت فیوضہ وبرکاتہ

Published by :

گلزارِ اولیاء پبلشرز

500 002 23-2-378

☎ : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230

# جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

## تفصیلات کتاب

نام کتاب : گلزارِ اولیاء

نام مصنف : محدث دکن حضرت ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادریؒ

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

کمپیوٹر کتابت : محمد وحید الدین

طباعت : ”دکن ٹریڈرس“ بک سیلر اینڈ پبلیشرس حیدر آباد، تلنگانہ۔ الہند

سن اشاعت : ربیع الثانی 1438ھ جنوری 2017ء

Published by :

دکن ٹریڈرس بک سیلر اینڈ پبلیشرز

23-2-378 مغل پورہ لاہور

☎ : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230

# گلزار اولیاء کی اشاعت

حضرت محدث دکن ابوالحسنات علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، حضرت علیہ الرحمہ کے علمی وقیع کارنامے ہیں۔ جو علمی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، حضرت علیہ الرحمہ کی تالیفات منیف میں سے ایک عظیم تالیف ”گلزار اولیاء“ ہے۔ اس کتاب میں حضرت علیہ الرحمہ کا ایک پر مغز مقدمہ ہے جو انسانی سینہ کو اللہ کی محبت سے بھر دیتا ہے، بعد ازاں ”نور قلوب تسکین نفوس حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ کے عنوان سے حضور انور سید عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و مرتبت اور آپ ﷺ کی حیات پاک کے نورانی جلوے بکھیرے ہیں، علم و عرفان سے محروم سینے بھی جس کی برکت سے علم و معرفت کا خزینہ بن جاتے ہیں، پھر دیگر جلیل القدر اصحاب کرام و تابعین عظام اور گرامی قدر اولیاء کاملین کا تذکرہ قلمبند فرمایا ہے، تذکرہ کیا ہے گویا پند و نصائح کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہے جو دلوں کی دنیا کو روشن و منور کرتا ہے، پڑھنے والوں کی فکر و نظر کو جلا بخشتا ہے، یہ کتاب بھی عرصہ دراز سے ناپید تھی۔ اہل سلسلہ مریدین، متوسلین، معتقدین و مجہبین کا بے حد اصرار تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بھی عمل میں لائی جائے، چنانچہ ”گلزار اولیاء“ کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا، اس کتاب کی طباعت و اشاعت بھی ”دکن ٹریڈرس“ کے حوالہ کی گئی بفضل تعالیٰ اس کے ذمہ داروں نے بڑی



دلچسپی و خصوصی توجہ کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ حضرت محدث دکن علیہ  
الرحمہ کی جمیع تصانیف کا حق طباعت و اشاعت والدی مرشدی حضرت سید رحمت  
اللہ شاہ نقشبندی مجددی وقادری رحمہ اللہ کے وصال کے بعد احقر العباد کے نام محفوظ  
ہے۔ کسی کو بھی احقر کی اجازت کے بغیر ان کتب کی طباعت و اشاعت کا حق حاصل  
نہیں رہے گا۔ اس کی خلاف ورزی قانوناً قابل مواخذہ ہوگی۔

اس کتاب کی رسم اجراء حضرت محدث دکن ابوالحسنات، حضرت البرکات،  
حضرت ابوالخیر، حضرت ابوالخیرات، حضرت ابوالفیض رحمہم اللہ کے اعراس مبارکہ  
کے موقع پر عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اہل سلسلہ، معتقدین، مریدین و متوسلین  
اور عامۃ المسلمین سے خواہش کی جاتی ہے کہ وہ اس کتاب کو ضرورت خریدیں  
اور اس سے بھرپور استفادہ کریں۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء۔

نبیرہ محدث دکن ڈاکٹر سید صبغت اللہ شاہ نقشبندی مجددی وقادری مدظلہ العالی  
جانشین حضرت ابوالخیر سید رحمت اللہ نقشبندی مجددی وقادری رحمہ اللہ الباری



# فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	سلسلہ نمبر
10	نور قلب تسکین نفوس حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ	1
19	افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق ﷺ	2
19	حضرت سیدنا سلمان فارسی ﷺ	3
20	حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق ﷺ	4
21	حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ	5
21	حضرت بایزید بسطامی ﷺ	6
22	حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ	7
24	حضرت شیخ ابوالقاسم جرجانی رحمۃ اللہ علیہ	8
24	حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ	9
24	حضرت شیخ خواجہ یوسف ابویعقوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ	10
24	حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ	11
28	حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	12
28	حضرت خواجہ محمود انجیر فغوی رحمۃ اللہ علیہ	13
29	حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ	14
30	حضرت خواجہ محمد بابا سمانی رحمۃ اللہ علیہ	15
31	حضرت خواجہ سید امیر گلال رحمۃ اللہ علیہ	16
31	حضرت خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	17
33	حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	18
38	حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرتی رحمۃ اللہ علیہ	19

صفحہ نمبر	مضامین	سلسلہ نمبر
38	حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ	20
44	حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ	21
44	حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ	22
45	حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد امین رحمۃ اللہ علیہ	23
45	حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ	24
48	غوث الواصلین وقطب العارفين محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی	25
52	امام طریقت حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ	26
53	حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	27
55	قدوة ارباب الکشف والیقین سلطان الاولیاء المتقین مولانا شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	28
56	حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ	29
57	حضرت مولانا سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	30
65	حضرت مولانا شمس الدین حبیب اللہ مرزا جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ	31
74	حضرت مولانا شیخ شاہ عبد اللہ المعروف غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	32
82	فرید عصر و حیدر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	33
97	سالك مجذوب ومجذوب سالك باقی باللہ مرشدنا و مولانا حضرت سید	34
107	پادشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ	35
107	برادر دینی و محبت راہ یقینی جعل اللہ قلوبنا و قلوبکم سلیمۃ	36
110	دل بگاڑنے والے اور اس کو زنگ آلود بنانے والے اشیاء	37
	دل کو سدھارنے والے اور اس کو جلا دینے والے اشیاء	
	شجرہ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین	



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## گلزار اولیاء

اللہ کا ذکر کر تو دن رات سب باتیں ہیں یہ ہے کام کی بات  
آجائے جو تجھ کو بات کرنا نعتِ شہِ کائنات کرنا  
الہی! جو بے سمجھ ہیں ان کا کیا ذکر ہے۔ تیرے ان سمجھ دار بندوں کا  
صدقہ جو ہر حال میں تیرا ذکر کرتے ہیں، کھڑے، بیٹھے، لیٹے کوئی آن تیری یاد  
سے غافل نہیں ہے۔

اے خدا! تیرے اُن برگزیدہ اور مقبول مقربانِ بارگاہ کا صدقہ جو زمین و  
آسمان کی خلقت اور تیرے عجائبِ قدرت میں نظر و فکر کیا کرتے ہیں اور تیرے مصنوعات  
سے تیرے کمالِ قدرت پر غور کر کے تیری عظمت و جلال میں مٹ جاتے ہیں۔

الہی! تیری شانِ لا اُبالی کا صدقہ۔ الہی! تیری شانِ کبریائی کا صدقہ۔ الہی!  
تیری عظمت و بڑائی کا صدقہ۔ الہی! تیرے پیارے نبیؐ کے نام نامی کا صدقہ۔ اسخدا!  
تیرے عاشقوں کے عشق و محبت کا صدقہ۔ تیرے ذاکرین کے ذکر و فکر کا صدقہ۔ ہم  
بے سمجھوں کو سمجھ دے۔ غفلت ہٹے تیرے ذکر و فکر کا چسکا لگ جائے۔ اے بھٹکے ہوؤں کو  
راہ دکھانے والے! اے بے دردوں کو دردِ دل دینے والے! ہم نے ایک منادی یعنی  
محبوبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اُن نابجوں کو (خدا کی بے گنتی رحمتیں اُن پر اور



اُن کی آل و اصحاب پر اور کل علماء عظام اور اولیاء کرام پر ابد ادا نما نازل ہوتے رہیں۔ جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب ہی نیابت ادا کی (تیرے عشق و محبت کی منادی کرتے سنا ہے۔ اس لئے ہم تیرے گرویدہ ہو گئے ہیں سو جو کچھ ہم سے گناہ اور حضور کی نافرمانیاں ہوئی ہیں ان کو معاف کر دے اور عالم مثالی سے ان کا وجود بھی مٹا دے اور آئندہ اپنی نوکری میں رکھ تاکہ موت بھی آوے تو صالحین کے گروہ میں ہوتے وقت آوے۔ ترک تمنا، ترک خودی، دنیا میں رہنا اور پھر دنیا سے باہر ہمارا شیوہ ہو جائے۔ اے عشق و محبت دینے والے خدا! تیری اور تیرے رسول کی محبت ہمارے دلوں میں بس جائے۔ شیطان کے حملوں اور نفس کے معرکوں میں وہ سرفروشی اور تیغ بازی دکھائیں کہ غیر کیا خیال غیر بھی تو پاس نہ آ سکے۔ کفار و منافقین یعنی نفس و شیطاں سے لڑ بھڑ کر کسی کو قتل کریں، کسی کو اسیر، کسی پر جزیہ باندھیں، کبھی کبھی صلح بھی کر لیں۔ آخر کار کعبہ دل پر قابض اور اطراف و اکناف اعضا پر مسلط ہو جائیں، اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ جان و جہان کیا بلکہ ماسوائے محبوب، فدائے محبوب کر دیں۔ تقدیر الہی و احکام حضرت حق ایسے بامزہ و محبوب ہو جائیں کہ نفسانی خواہشوں کی طرف التفات ہی نہ رہے۔ کمال توحید و عرفان میں ایسے مستغرق ہوں کہ تمام عوارض و حوادث کرشمہ لطف و ادائے محبوبانہ بن کر لذت دے جائیں۔ غرض بارِ الہا! ہم آپ کے ہوں اور آپ ہمارے، یہی ہمارے دلوں کی منتھائے آرزو ہے۔

دل میں مقصود و مدعا نہ رہے تو رہے اور دوسرا نہ رہے

حضرات! یہ انسانِ کامل بنانے والی دعا ہے۔ اس کی مقبولیت آپ ہی کے ہاتھ ہے۔ اگر آپ کا بڑا ہوا شوق اور آپ کے دل کا تقاضہ آپ کو بار بار اس امر پر مجبور کر رہا ہے کہ کسی طرح ہم بھی اس دُعا کے مصداق بن جائیں تو ان مقدس بزرگوں کی بااثر صحبت میں رہو، جنہوں نے اپنی ساری عمر یادِ الہی میں صرف کر دی۔ گڑ گڑا کر بہت ہی عجز و زاری سے یہ مرقوم الصدر دُعا کی اور وہ قبول بھی ہو گئی۔ یہ متبرک صحبت ایک نہ ایک دن رنگ لائے گی۔ کبھی نہ کبھی آپ کو اس دُعا کا مصداق بنا کر رہے گی اگر تقدیر نے یاوری نہ کی ایسی صحبت انسانِ کامل بنانے والی نہ ملی تو ہمت نہ ہاریے لگاتار جان توڑ کوشش کئے جائیے۔ بالفعل میرا یہ رسالہ لیجئے گو جسمانی صحبت نہ سہی مگر ان مقدس بزرگوں کی روحانی صحبت کا مزادے گا۔ ابھی آپ چٹخارے لیتے ہی ہوں گے کہ یہ مختصر رسالہ ختم ہو جائے گا۔ جاتے جاتے طویل سوانح کا چسکا لگاتے جائیے گا اس وقت اس ناچیز کو نہ بھولنے دُعا کے خیر سے یاد فرماتے رہئے۔

دخل شیطان سے مانگتا ہوں پناہ      ابتدائے سخن ہے بسم اللہ

ابوالحسنات سید عبداللہ حیدر آبادی

ابن حضرت مولانا مولوی سید مظفر حسین صاحب

کان اللہ لہما

۲۹ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ روز جمعہ

# ۱۔ نورِ قلب تسکینِ نفوس حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کا نام مبارک تو عنوان میں لکھ دیا مگر پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے حیران بیٹھا ہوا تھا کہ آگے لکھوں تو کیا لکھوں۔ سو پچاس ہزار دو ہزار بھی کسی کے اوصاف ہوں تو وہ بھی احاطہ تحریر میں آسکتے ہیں مگر یہاں تو بات ہی نرالی ہے۔ خدا کی نعمتوں کی طرح میرے آقائے نامدار کے اوصاف جمیلہ بھی بے حد و بے حساب ہیں۔ کوئی لکھے تو کیا کیا لکھے کس طرح لکھے، اسی حیرت میں تھا کہ دل نے پکارا ہوش میں آ! مانا کہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے سب سچ ہے مگر تیرے اس رسالہ کا منشاء شرح صدر کی تدبیر بتانا ہے اُسی کے متعلق حضور ﷺ کے کچھ مبارک احوال لکھ دے، ورنہ تو اور وصف نبی ﷺ، چھوٹا منہ بڑی بات ہے، اس ندائے غیبی کو لبیک کہتے ہوئے عرض پرداز ہوں (میرے پیارے نبی ﷺ! میرا دل و جان آپ پر قربان۔ آپ کے شرح صدر کا صدقہ مجھ ناچیز کا بھی شرح صدر کر دیجئے)

صاحبو! یہ وہی شرح صدر ہے جس کی حضرت موسیٰؑ کو مدتوں طلب تھی، بڑی تمناؤں کے بعد عطا ہوا تھا بار بار عرض کرتے تھے۔ اے ”رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي“ یا ایک ہمارے حضور ﷺ ہیں کہ خدائے تعالیٰ بے مانگے شرح صدر کر کے ارشاد فرماتا ہے۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

۱۔ اے میرے پروردگار مجھے شرح صدر عطا کیجئے۔ کیا ہم نے آپ کا شرح صدر نہیں کیا۔

بہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔

ترجمہ: دیکھئے دونوں شرح صدر میں کس قدر فرق ہے۔

اللہ اللہ وہ کیسا شرح صدر ہوگا کہ جس کے بدولت چند ہی دنوں میں صحرائین ہمہ دان و ہمہ بین ہو گئے۔ اولیائے اُمت کے معارف و حقائق علمائے ہمہ دان کے لطائف و دقائق اسی شرح صدر کے حواشی ہیں، اگر اس شرح صدر کو ایک محل رفیع الشان سے تشبیہ دی جائے کہ جس میں بارہ کمرے ہوں تو نہایت ہی مناسب ہے ہر ایک میں آپ ہی حاکم اعلیٰ ہوں۔

پہلا کمرہ جس کی توضیح یہ ہے کہ ایک کمرے میں ایک بادشاہ عظیم الشان بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہ عرب و عجم، روم و شام و ایران و ہندو وغیرہ ممالک کے دست بستہ حاضر ہیں اور تہذیب و مملکت اور قوانین جہانداری آپ سے دریافت کر رہے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں اس کو سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں، کہیں ہارون الرشید دست بستہ کھڑے ہیں۔ کسی گوشہ میں مامون ہیں، کسی میں سلطین سلجوقیہ ہیں، کہیں خلفائے مصر ہیں، پھر ان سے پیچھے کہیں سلطان بایزید یلدرم ہیں، اور کہیں سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ ہیں اور کہیں تیمور صاحب قرآن ہیں اور کہیں علاؤ الدین خلجی اور سلطان محمود۔ الغرض ہر ایک ملک اور ہر زمانے کے نام آور با اقبال بادشاہ جن کے تذکروں سے کتب تواریخ مزین ہیں اور جن کے کارنامے زبان زد خلایق ہیں۔ ایک شاہنشاہ کے سامنے مسلح حاضر ہیں اور حکم کے منتظر ہیں اور ان جملہ بادشاہوں کا بادشاہ کون ہے؟ وہی ذات بابرکت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔



پھر دوسرے کمرے میں ایک حکیم حاذق استاد زمانہ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے دنیا بھر کے حکماء اور فیلسوف دست بستہ حاضر کھڑے ہیں اور علم سیاست منزل و تہذیب اخلاق و درستی آداب حاصل کر رہے ہیں، کہیں بوعلی سینا کھڑے ہیں، کہیں ابوریحان بیرونی ہیں، کہیں ظہیر فارابی اور کہیں شہرستانی، اور کہیں نصیر طوسی وغیرہ وغیرہ حکماء علوم کا استفادہ کر رہے ہیں اور وہ استاد کامل صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو اس کی استعداد فہم کے موافق تعلیم دے رہے ہیں۔

تیسرے کمرے میں قانون محمدی کی بہت سی کتابیں دہری ہوئی ہیں، ہدایہ وغیرہ اور ایک قاضی القضاۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی تمکنت اور وقار سے جلوہ افروز ہیں اور ان کے سامنے بڑے بڑے معاملہ فہم اور موجد قوانین سیاسیہ و نوامیسیہ حاضر ہیں، کہیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو کہیں قاضی ابو یوسف اور کہیں امام محمد اور کہیں امام مالک اور کہیں امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ علیہ حاضر ہیں۔ پھر ان کے پیچھے امام الحرمین وابن دقیق العید و تاج الدین سبکی وغیرہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلے جات و ارشادات کو اپنا دستور العمل بنا رہے ہیں۔

چوتھے کمرے میں ایک مفتی تبحر مند افتاء پر بیٹھے ہوئے ہیں اور علوم فنون کے دریا جو ان کے سینے میں جوش زن ہیں رواں ہیں، کہیں تو نئے واقعہ کے احکام کتاب و سنت سے قواعد اصول کے مطابق نکال کر توضیح کی جا رہی ہے، کہیں محدثین، فخر روزگار فنون احادیث سے بحث کر کے مستفید ہو رہے ہیں، اور کہیں مفسرین زماں قرآن مجید

محدث دکن ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب  
 کے جلوے میں جو جو اسرار و دیعت رکھے ہوئے ہیں ان سے استفسار کر کے قلمبند  
 کر رہے ہیں، اور کہیں واقعات قرآنیہ کی تحقیق کر رہے ہیں، اور کہیں اہل دل ان آیات  
 سے جن میں روحانی جذبات مذکور ہیں استفادہ کر کے حظ وافر اٹھا رہے ہیں، کہیں  
 فرائض نویسوں کی ایک جماعت مسائل فرائض و میراث دریافت کر رہی ہے اور کہیں  
 قرآن بیٹھے ہوئے تصحیح قراءت کر رہے ہیں اور الفاظ قرآنیہ کو اسی لب و لہجے سے ادا کرنا  
 سیکھتے ہیں اور کہیں کوئی نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض کے آداب و سنن پوچھ رہے  
 ہیں اور کہیں معاملات بیع و رہن وغیرہ کے متعلق مسائل دریافت ہو رہے ہیں اور کہیں  
 متکلمین، علم عقائد کے مسائل کا استفادہ کر رہے ہیں، مخلوق کی ابتداء اور انتہاء اور صفات  
 بری اور اس کے افعال اور وجود ملائکہ اور اگلے پیغمبروں اور ان کی کتابوں اور ان کے  
 شرائع سے سوالات کئے جا رہے ہیں، کہیں مرنے کے بعد سے لے کر جو کچھ آخر تک  
 روح پر واقعات گزرتے ہیں ان کا حال دریافت ہو رہا ہے اور کہیں دنیا بھر کے مذاہب  
 کا احوال دریافت کر رہے ہیں کہ ان میں سے کون کون سرے سے غلط اور خیالات  
 بے بنیاد تھے اور کون سے من اللہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت دنیا میں ظاہر  
 ہوئے تھے مگر بعد میں ان میں تحریف و تبدیل ہو کر ان کی صورت بگڑ گئی اور کہیں ایک  
 جماعت اسرار احکام الہی دریافت کر رہی ہے اور کہیں علم وزہد و رقاق کے دقائق حل  
 کر رہے ہیں یہ مفتی تبخروہی سرور کائنات ہیں علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ۔

پانچویں کمرے میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہے اور

احکام الہی سے نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوں جارہا ہے، کہیں زانی سنگسار کیا جا رہا ہے، کہیں چور کے ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں اور کہیں مسکرات کے استعمال کرنے والوں پر دڑے پڑ رہے ہیں، کہیں ظلم و تعدی کرنے والوں کو سزائیں ہو رہی ہیں اور کہیں لہو و لعب تاج باجے والوں پر کوڑے پڑ رہے ہیں، کہیں شہوات اور فسق و فجور کے رسوم مٹائے جا رہے ہیں، کہیں دغا بازوں، مگاریوں، فریبیوں پر سرزنش ہو رہی ہے، کہیں مرتشی حکام سے باز پرس کی جا رہی ہے۔ یہ صاحب وقار محتسب بھی وہی عالیجناب ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

چھٹے کمرے میں ایک ملکی تدابیر اور پولیٹیکل خیالات کا حل کرنے والا نہایت ہی عز و وقار سے مسند پر بیٹھا ہوا ہے، بڑے بڑے مدبران ملک دست بستہ زمانے کے موافق تدابیر پوچھ رہے ہیں، کہیں سلطنت کے اصول بیان فرما رہے ہیں۔ اَمْرُهُمْ شُورَى ۱ کا اشارہ کر کے کاروبار سلطنت کے لئے مدبران قوم کو کمیٹی یا مجلس قائم کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور تمام شاہی اختیارات قومی مشورہ کے سپرد فرما رہے ہیں، اور کہیں سلطنت کے استحکام کے لئے قومی لشکر جہاز کی تیاری کا حکم دے رہے ہیں۔ وَاعِذُوا لَهُمْ مَا اسْتَعِظْتُمْ ۲ ہر زمانے کے موافق اسلحہ و سامان حرب سب سے اول رکھنے کی تاکید فرما رہے ہیں، اور ملازمان سلطنت کو افسروں کی اطاعت کا حکم موکد صادر فرما رہے ہیں۔ ۳ مَنْ اطَاعَ اَمِيْرِي فَقَدْ اطَاعَنِي پھر قرب و جوار کی

۱۔ ان کا کام مشورہ سے حکومت کرنا ہے۔ ۲۔ جس قدر ہو سکے سامان جنگ تیار کرتے رہو۔

۳۔ جو میرے (بنائے ہوئے) امیر کی اطاعت کرے گا اس کو میری اطاعت کرنے کا ثواب ملے گا۔

سلطنتوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے اس کے قوانین و دستورات کی تعلیم دے رہے ہیں، کہیں ملک میں امن و امان قائم کرنے کی تاکید شدید کر رہے ہیں، کہیں عہد ناموں کی پابندی پر مجبور فرما کر قوم کی عزت و وقار کو قائم رکھنے کی تدبیر فرما رہے ہیں، کہیں قوم کو ماتحتوں پر رحمت و شفقت کی ترغیب دلا رہے ہیں، اور سرکشوں خیرہ چشموں سے سختی اور جواں مردی کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں، اس لئے کہ قیام سلطنت کے یہی اصول ہیں، کہیں قوم کو نیک چلنی اور پرہیزگاری کی تعلیم اور عیش و نشاط میں پڑنے کی ممانعت کر رہے ہیں، اور باہمی اتحاد و محبت کے اصول جماعت کی نماز، جمعہ اور عیدین اور حج اور بیمار کی عیادت اور سلام کا جواب دینا، حاجات میں کام آنا، معاملات میں درگزر کرنا وغیرہ کی تعلیم کر رہے ہیں، اور کہیں فتوحات کے حوصلے دلا رہے ہیں اور اعدی بن کر گھر میں بیٹھے رہنے کی بُرائیاں بیان فرما رہے ہیں، یہ کون ہیں؟ وہی عالیجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم۔

ساتویں کمرے میں ایک عابد و زاہد دنیا و مافیہا پر لات مارے، کس استغناء سے بیٹھا ہوا ہے، صبح سے شام تک اور رات دن میں اپنی عمر گراں مایہ کی ایک گھڑی تو کیا ایک پل بھی بے کار نہیں کھوتا، کبھی تلاوتِ قرآن مَعَ اللہِ بِرُوءِ التَّامِ ہے اور کبھی نوافل میں مشغول ہیں تو کبھی تسبیح و تہلیل میں مصروف اور اوراد و ادعیہ صبح و شام رات اور دن میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کرتے، صرف ایک خشک ٹکڑے اور پانی کے دو گھونٹ اور موٹے پرانے کپڑوں پر اقتضاء ہے اور کسی غاریا ٹوٹے پھوٹے مکان کے



گوشہ میں رہتے ہیں، ان کے چہرے پر انوار چمک رہے ہیں لوگوں کو ان سے دلی انس ہے، ملائکہ علوی و سفلی بھی ان کے پاس آتے ہیں اور بندگانِ خدا ہیں کہ جوق جوق آکر مستفید ہوتے ہیں، پھر کسی کو نوافل اور تہجد میں اوراد و اشغال کی تعلیم ہے، کسی کو دن کے وظائف کی تلقین ہے، نہ کسی امیر کی پروا ہے، نہ کسی دولت مند کے آنے کی تمنا۔ یہ حضرت بھی وہی سرور کائنات ہیں صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم۔

آٹھویں کمرے میں ایک عارف و کامل تشریف رکھتے ہیں جو ذات صفات کے اسرار و عالم ناسوت و ملکوت کے حقائق ان کے دل فیض منزل پر منکشف ہیں، حقائق و معارف، مواجید و اشواق کا ان کی زبان فیض ترجمان سے دریا جاری ہے۔ قصود الحکم و فتوحات مکیہ وغیرہ کتابیں اسی ذات مقدس کے بیانات سے لکھی جا رہی ہیں وہ بھی آپ ہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

نویں کمرے میں ایک واعظ منبر پر بیٹھا ہوا ہے لوگوں کی روح اور دلوں کو اپنے کلام کی تاثیر سے ہلا رہا ہے اور ایسا سکھ جمار ہا ہے کہ پھر وہ دور ہی نہیں ہوتا۔ کسی کو ثواب عظیم و اجر جزیل کی ترغیب سے راہ پر لار ہا ہے اور کسی کو عذابِ قبر اور عذابِ جہنم کی لپٹیں دکھا کر توبہ کر رہا ہے اور کسی کو دارِ آخرت کے درجات اور حیاتِ جاودانی کے برکات دکھا کر نیک کاموں پر آمادہ کر رہا ہے۔ ہزاروں کافرو بت پرست، کفر و بت پرستی سے توبہ کر کے ایمان لارہے ہیں، بدکار اپنی بدکاری پر نادام ہو کر رورہے ہیں، سنگ دلوں کا دل موم ہو کر پگھلا جا رہا ہے۔ مجلس میں آہ و بکا کی آواز دلوں کو ہلا رہی ہے اور پھر

لطف یہ ہے اثر میں وہ قیام ہے کہ پھر دُور ہی نہیں ہوتا جو ایک بار بھی اس مجلس میں آ گیا اس پر بھی ایسا رنگ جما کہ عمر بھر نہ اُترا خونخوار خونی ایسے رحم دل ہو گئے کہ چڑیا کے بچے کو بھی اپنے بچوں سے زیادہ نگاہ شفقت سے دیکھا کئے شہوت پرست پرہیزگار بن گئے، ست اور غافل ہشیار نظر آئے، کنجوس کٹرنخی ہو گئے، دنیا کی کایا پلٹ گئی یہ حضرت واعظ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

دسویں کمرے میں ایک بڑے مرشد کامل صاحب طریقہ و صاحب دل بیٹھے ہوئے ہیں، جن کی نگاہ خاک کو کیمیا کر رہی ہے۔ طالبانِ خدا کا ان کے ارد گرد ہجوم ہے وہ ہر ایک کے استعداد کے موافق اس کے حجاب دُور کر رہے ہیں اور وصولِ الی اللہ کے راستے بتا رہے ہیں اور اُن کے مقامات و احوال اور مراتب و مناصب ظاہر کر رہے ہیں اور مریدین کے باطن میں رنگارنگ توجہات و تاثیرات پیدا کر رہے ہیں، کسی کو وجد آ رہا ہے، کوئی حیرت زدہ ہو رہا ہے، کوئی لطائف پر نظر کر رہا ہے، کسی پر فنا کا غلبہ ہے تو کسی پر بقا کا، کوئی معیت کے دریا میں ڈوبا ہوا ہے تو کوئی تفرید کے جنگل میں ٹکڑا رہا ہے۔ حضرت جنید بغدادی و شبلی و سیدنا عبدالقادر جیلانی و شیخ احمد بدوی و خواجہ معین الدین چشتی و نظام الدین محبوب الہی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہ اولیاء کرام حاضر ہیں۔ یہ مرشد کامل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

گیارہویں کمرے میں ایک نور پیکر بیٹھا ہوا ہے جس کے رخساروں پر آفتاب و مہتاب قربان ہو رہے ہیں اور آسمان کے ستارے ثار، وہ جمالِ الہی کا

پورا آئینہ ہے، ازلی محبوبیت اس میں کوٹ کوٹ کر بھردی گئی ہے، اس میں ایسا  
ایسی کشش ہے جو تمام بنی آدم کے دل بے خود اس کے طرف کھینچے چلے آ رہے  
ہیں۔ حقوق پر دانہ کی طرح بے اختیار اس شمع پر قربان ہو رہی ہے وہ بھی آپ  
ہیں، صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

بارہویں کمرے میں ایک رسول صاحب کتاب نہایت عز و شان کے  
ساتھ تخت پر جلوہ آ رہے اور حضرت اسحاق و ابراہیم و یعقوب و داؤد و سلیمان و موسیٰ  
عیسیٰ علیہم السلام کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور یہ خاتم النبیین ان کی شریعتوں میں  
اصلاح کر رہے ہیں، کہیں ضرورت زمانہ کے لحاظ سے کچھ احکام بڑھا رہے ہیں کہیں  
گھٹا رہے ہیں کہیں مٹے ہوئے نشانیوں کو از سر نو قائم فرما رہے ہیں اور سب تسلیم کر رہے  
ہیں اور اپنا استاد مان رہے ہیں یہ بھی وہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ ہے شرح صدر اس کی پوری شرح کئی کتابوں میں بھی ناممکن ہے، الغرض  
آپ سارے جہان کو شرح صدر کا طریقہ سکھا کر قیام قیامت تک نہ مٹنے والا شرح صدر  
کا سلسلہ قائم فرما کر اٹھ مہینوں کے دن بارہویں ربیع الاول کو دنیا سے تشریف لے گئے  
نگاہوں سے چھپ گئے۔ (۱) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

## ۲۔ افضل البشر بعد از انبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کو نسبتِ حُبِّیت تھی اسی نسبت کی اس طریقہ عالیہ نقشبند یہ میں حفاظت کی جاتی ہے۔ وفات آپ کا شہر مدینہ منورہ میں مابین مغرب و عشاء ۲۲ / جمادی الاخریٰ ۳ھ میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال کی تھی۔ حسب الوصیت آپ کے آپ کو کفنا کر دربارِ نبوی میں لے چلے، حجرہ مبارک کے سامنے رکھ کر عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ ابوبکر حاضر ہیں، انھوں نے وصیت کی ہے کہ اگر خود بخود دروازہ مبارک کھلے تو پہلوئے مبارک میں آپ کے دفن کرنا، ورنہ بقیع میں لے جانا۔ ابھی یہ الفاظ پورے نہیں کہنے پائے تھے کہ خود بخود دروازہ مبارک کھلا اور سمجھوں نے اندر سے یہ آواز آئی ہوئی سنی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ یہ سن کر حاضرین نے آپ کو حجرہ مبارک میں لیجا پہلو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن دیا۔

## ۳۔ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی شان میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں۔ آپ نے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگو! دنیا سے اس قدر لو، جتنا ایک سوارِ ضروری توشہ ساتھ لیتا ہے۔ اکثر آپ فرمایا کرتے تھے دنیا پر مر مٹنے والو! سو نہو تو یہ کیسی تعجب خیز بات ہے کہ تم لابی چوڑی امیدوں میں لگے ہوئے ہو، حالانکہ موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے تم غافل ہو وہ



غافل نہیں ہے، تم ہمیشہ شادان فرحان رہتے ہو مگر کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ تمہارا رب سے خوش ہے یا ناراض۔ آپ کی وفات ۳۳ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر شریف ڈھائی سو سال کی تھی۔ اپنی زندگی میں آپ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ میں اور تم دونوں میں پہلے مرے وہ دوسرے کے خواب میں آکر مرنے کے بعد جو کچھ اس پر گزرے اسے خبر دے، عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ کیا مردہ سے ہو سکتا ہے؟ کہ جس کے خواب میں چاہے جائے، آپ نے فرمایا ہاں مسلمان زمین و آسمان میں جہاں چاہے جاسکتا ہے کافر محبوب ہو کر ایک ہی جگہ پڑا رہتا ہے۔ عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب حضرت سلمان کی وفات ہوگئی تو ایک روز میں قیلولہ کر رہا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سلمان تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے کہا علیہ السلام اور پوچھا کہ جناب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا وہ کراۓ نہایت لطف و کرم سے پیش آیا۔ بس دو کام مجھ کو اس مشکل وقت میں کام آئے ایک توکل کرنا اور دوسرا رضی بقضاء اللہی رہنا۔

## ۴۔ حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ میں سات فقیہ تھے۔ آپ ان میں کے ایک ہیں۔ آپ کے زمانے میں کوئی آپ سے زیادہ سنت کا واقف اور فاضل نہیں تھا۔ آپ کی وفات مابین مکہ مدینہ کے ۱۰۶ھ میں ہوئی، اس وقت آپ حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے۔

## ۵۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی ولادت ۸ رمضان المبارک ۸۳ھ میں ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا بقاء نعمت کے لئے شکر، وسعت رزق کے لئے استغفار!۔ حاجت براری کے لئے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ نہایت مجرب ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ دنیا کو کہہ رکھا ہے، اے دنیا! جو میری خدمت کرے تو اس کی خادمہ بنی رہنا۔ اور جو تیرے پیچھے پڑے تو اس کو ہمیشہ دھتکارتے جانا۔

صاحبو! عمل نہ کر کے جنت کا امیدوار رہنا بے وقار کی کمان سے تیر مارنا ہے۔ اکثر آپ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ۱۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِيْ بِطَاعَتِكَ وَلَا تُذِلَّنِيْ بِمَعْصِيَتِكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ مُوَاَسَاةَ مَنْ قَتَرْتُ عَلَيْهِ رِزْقَكَ بِمَا وَسِعَتْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ماہ شوال بقولے ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں ہوئی۔

## ۶۔ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی روحانی تعلیم پائی ہے۔ ایک روز اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا یا الہ العالمین! آپ تک پہنچنے کا کیا

یعنی استغفر اللہ کہنا۔

(۱)

(۲)

اے اللہ آپ کی اطاعت کرو اگر مجھ کو عزت دے۔ آپ کے گناہ کرا کے مجھے ذلیل و رسوا نہ کیجئے۔ اے اللہ جن پر آپ روزی تک کئے ہیں ان کی غمخواری کرنے کی مجھے توفیق دیجئے اس مال سے جو آپ مجھے اپنے فضل سے عطا فرمائے ہیں۔

طریقہ ہے؟ ارشاد ہوا نفس کو چھوڑتے ہی ہم مل جاتے ہیں۔ کسی نے پوچھا حضور آپ! یہ معرفت کیسے ملی؟ فرمایا بھوکے پیٹ اور برہنہ بدن سے۔ ایک وقت آپ نے فرمایا لوگ حساب سے بھاگتے ہیں، میں تو دعا کیا کرتا ہوں کہ مجھ سے حساب لیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ کیوں؟ فرمایا عجب مزہ ہوگا کہ انشاء حساب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اِیَا عَبْدِی! میں کہوں گا۔ ۲ لَبَّيْكَ (اس کا مزہ اس دل جلے عاشق سے پوچھو جس کا معشوق اپنی حضوری میں بلا کر کچھ پوچھتا جائے اور یہ اس کا جواب دینا جائے) آپ نے محبت کی تعریف یوں کی ہے: عاشق اپنے بہت کئے ہوئے کو تھوڑا اور معشوق کے تھوڑے کئے ہوئے کو بہت سمجھے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا عرض کیا مرنے کے بعد حضور پر کیسی گزری؟ فرمایا دفن کے بعد مجھ سے کہا گیا بڑھے! بتاؤ نے ہمارے پاس کیا لایا ہے۔ میں نے عرض کیا بادشاہوں کی دیوڑھی پر جب فقیر آتا ہے تو اس سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تو ہمارے پاس کیا لایا ہے؟ ہاں ہم نے یہ کہتے سنا ہے کہ او خالی باتمخ فقیر! کہہ کیا چاہتا ہے۔ آپ کی وفات پندرہ شعبان ۲۶۱ھ میں ہوئی۔

## ۷۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی حضرت ہابزید بسطامی قدس سرہ سے ایسی روحانی تربیت پائے ہیں اور اپنے زمانے کے غوث و قطب ہیں، آپ فرمایا کرتے تھے ساری کائنات سے افضل وہ دل ہے جو خدائے تعالیٰ کے ذکر میں بسا ہوا ہو۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ انسان کا

غافل یا بیدار دل ہونا کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ فرمایا جس کسی کے سامنے خدائے تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور وہ سر سے قدم تک خوفِ الہی سے بھر جائے تو سمجھ کہ وہ بیدار دل ہے اور جو ایسا نہ ہو غافل ہے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے:-

صاحبو! تم ایسوں کے ساتھ ہرگز نہ رہنا کہ جب تم اللہ اللہ کہو تو وہ ادھر ادھر کے خرافات بکتے رہیں۔ شیخ بوعلی سینا آپ ہی کے عہد مبارک میں تھے اور سلطان محمود غزنوی بھی آپ ہی کے مبارک زمانے میں ہوئے ہیں۔ آپ نے ان کو یہ وصیت کی تھی بابا محمود! چار باتوں کا خیال ہمیشہ رکھنا۔ (۱) جیسے خدا تم پر احسان کیا ہے تم بھی اوروں پر ایسا ہی احسان کئے جانا۔ (۲) خدا کا اور اس کے رسول کا فرمان ہمیشہ بجالانا اور ان کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچتے رہنا۔ محمود! (۳) تم خاک سے بنے تمہاری اصل خاک ہے، خاک ہی کے اوصاف پیدا کرو۔ آگ بنو گے تو آگ ہی میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ محمود! (۴) اپنے ہر دم کو آخری دم سمجھنا۔ موت سے کبھی غافل نہ رہنا (شب قدر جیسی متبرک رات عوام کی نگاہوں سے مخفی رکھی گئی ہے مگر آپ نے اپنے مکاشفہ سے اس عقدہ لایخل کو حل فرما دیا ہے) شب قدر کی تلاش کرنے والو! یہ ضابطہ لو، اس سے تم کو شب قدر کا پتہ لگے گا وہ ضابطہ یہ ہے:

اگر ماہ رمضان کی پہلی تاریخ اس روز ہو تو						
اتوار	پیر	چهار شنبہ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	
۲۹	۲۷	۲۹	۲۵	۲۷	۲۳	شب قدر اس تاریخ کو ہوگی ۱۔

۱۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے شب قدر کیلئے یہ چھ تاریخیں تو ثابت ہیں مگر رمضان کی پہلی تاریخ منگل کے روز ہو تو شب قدر کس تاریخ کو ہوگی اس کا علم نہیں۔ مولف ۱۲۔  
آپ کی وفات یوم عاشورہ ۴۲۵ھ میں ہوئی۔



## ۸۔ حضرت شیخ ابوالقاسم جرجانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے وقت میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا۔ آپ کو ایسی حالت قویہ حاصل تھی کہ آپ کے زمانے کے کل مشائخ کو آپ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

## ۹۔ حضرت شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ یکتائے روزگار ہیں اور امام ابوالقاسم قشیری کے شاگرد ہیں۔ فیض باطنی شیخ ابوالقاسم جرجانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے ہیں۔ آخر میں خود شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی فیض پائے ہیں۔ ۴۷۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

## ۱۰۔ حضرت شیخ خواجہ یوسف ابو یعقوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حنفی مذہب ہیں۔ آپ کو فیض باطنی حضرت غوث اعظم سیدی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ حسن سمنانی اور شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حاصل ہوا ہے۔ آپ کا سن ولادت ۴۴۰ھ ہے اور سن وفات ۵۳۵ھ۔ آپ کی قبر شریف ہمان زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے چار خلیفہ تھے۔ منجملہ آپ کے تصانیف نصف الحیات اور منازل السالکین اور منازل السائرین قابل دید ہیں۔

## ۱۱۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں، آپ مقتداء وقت تھے اور علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے۔ آپ کا نہیال روم کا شاہی خاندان ہے۔ آپ کی ولادت

سے پہلے خضر علیہ السلام نے آپ کے والد کو آپ کے ولی کامل ہونے کی خبر دی اور آپ کو ذکر قلبی کی تلقین فرمائی اس لئے کہا جاتا ہے کہ خضر علیہ السلام شیخ تلقین تھے اور خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ صحبت منجملہ آپ کے کرامات کے ایک یہ ہے کہ باوجود بعد مسافت کے آپ پنج وقتہ نماز مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے اور منجملہ آپ کے سودمند نصائح کے چند یہ ہیں۔

- (۱) طالب کو چاہئے کہ علم دین سیکھے۔
- (۲) ہر حال میں تقویٰ کو لازم کر لے۔
- (۳) سنت نبویؐ اور آثار سلف کی اتباع ہمیشہ کیا کرے۔
- (۴) سنت والجماعت کے طریقہ کو کبھی نہ چھوڑے۔
- (۵) صوفی جاہل سے ہمیشہ بچتا رہا۔
- (۶) پنج وقتہ نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھے، امامت اور اذان کا وظیفہ نہ لیا کرے۔
- (۷) شہرت میں بہت آفتیں ہیں، اس لئے طلب شہرت سے بچتا رہے۔
- (۸) کسی عہدہ کو قبول نہ کرے، ہمیشہ گم نامی میں گزارے۔
- (۹) محکموں میں نہ جائے، کسی کا کفیل نہ ہو۔ کسی کا وصی نہ بنے۔ بادشاہوں اور امراء اور عہدہ داروں کے ساتھ نہ رہے۔
- (۱۰) خانقاہ بنا کر اس میں نہ بیٹھے۔
- (۱۱) نہ سماع سُنے اور نہ سماع سے انکار کرے۔

(۱۲) کم کھائے، کم سوئے، کم بات کرے، لوگوں سے ایسا بھاگے جیسے کوئی شیر  
بھاگا کرتا ہے۔

(۱۳) خلوت و عزلت اختیار کرے۔ لڑکے، عورتیں، بدعتی، اغنیاء، متکبر، عوام،  
لاناعام ان سب کی صحبت سے بچتا رہے۔

(۱۴) حلال کھاؤ اور ان اشیاء سے جن کی حلت اور حرمت میں شبہ ہو، ہمیشہ بچو۔

(۱۵) حتی الامکان نکاح مت کرو، ورنہ دنیا طلبی میں پڑ جاؤ گے۔

(۱۶) خنک اور قہقہہ سے بچو اس سے دل مرجاتا ہے۔

(۱۷) ہر ایک پر شفقت کرو، کسی کو حقیر مت سمجھو۔

(۱۸) ظاہر آراستہ مت رکھو اس سے باطن کی خرابی کا پتہ لگتا ہے۔

(۱۹) مخلوق سے نہ جھگڑا مول لو اور نہ ان سے کچھ مطالبہ کرو۔

(۲۰) کسی کو اپنی خدمت کے لئے حکم مت کرو اور خود بزرگوں کی خدمت جان سے

مال سے بدن سے کیا کرو۔ بزرگوں کے افعال کو برا مت کہو۔

(۲۱) دنیا اور اہل دنیا پر دھوکہ نہ کھاؤ۔

(۲۲) ہمیشہ مغموں القلب رہو۔

(۲۳) چاہئے کہ تیرا بدن بیمار، اور آنکھ روتی ہوئی، اور عمل خالص اور دُعا عجز و زاری

کے ساتھ، لباس پرانا، رفیق طالب صادق، راس مال فقر، گھر مسجد اور مونس حق

سجائے تعالیٰ رہے۔

آپ نے گیارہ کلمات فرمائے ہیں جو آج تک حضرات نقشبندیہ کے زبان زد ہیں۔ اسی

پر ان کا عمل درآمد بھی ہے۔

## وہ کلمات یہ ہیں

- (۱) وقوف قلبی: یعنی ذکر کے وقت غافل نہ رہے۔ ذکر ہی میں دل لگا رکھے۔
- (۲) وقوف عددی: یعنی جب جس دم سے ذکر کرے تو طاق عدد پر سانس لیوے۔
- (۳) وقوف زمانی: یعنی اپنی عمر کی ہر ہر گھڑی پر نظر رکھے، اگر عبادتِ الہی میں گزری ہے تو اس پر شکر کرے اور جو معصیت اور غفلت میں کٹی ہے اس سے استغفار کرے۔
- (۴) ہوش در دم: یعنی ایسا انتظام کرے کہ کوئی دم غفلت سے بے یاد الہی نہ نکلے اس کو پاسِ انفاس بھی کہتے ہیں۔
- (۵) نظر بر قدم: یعنی راستہ چلتے وقت سر جھکائے ہوئے نگاہِ پشتِ پا پر رکھے۔
- (۶) سفر در وطن: یعنی سالک صفاتِ بشریہ (حرص و ہوا وغیرہ) سے صفاتِ ملکیہ کی طرف نقل کرے اور عبادتِ الہی و تسبیح و تہلیل کو اپنی عادت کر لیوے۔
- (۷) خلوت در انجمن: یعنی مجلس میں (جو تفرقہ و پریشانی کی جا ہے) بظاہر خلق کے ساتھ رہے اور باطن میں حق کے ساتھ۔
- (۸) یاد کرو۔ یعنی ذکرِ لسانی یا ذکرِ قلبی سے غفلت دور کرتا رہے۔
- (۹) بازگشت: یعنی ذاکر کسی قدر ذکر کرنے کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ دل میں کہے الہی مقصود من توئی، رضاء تو و محبت و معرفت خود بدہ۔ اسی طرح ذکر کرے اور انشاء ذکر میں یہی دعا کرتا جائے۔

(۱۰) نگہداشت یعنی کیفیت و اسرارِ احدیت جو معلوم ہوں اس کو چھپائے رکھے کسی پر ظاہر نہ کرے۔

(۱۱) یادداشت: یعنی دُور ہونا غفلت کا بے جہد و بلا تکلف اور مستغفرق ہونا کیفیتِ احدیت میں اس طور سے کہ نہ خیالِ خودی کا رہے نہ بے خودی کا۔ یہ استغرازا سوائے اولیاء کے کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔ آپ کی وفات ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ غجدوان میں آپ کا مزار شریف ہے۔

## ۱۲۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم و حلم اور زہد و تقویٰ اور ریاضت و عبادت اور اتباعِ سنت میں شانِ اعلیٰ اور رتبہ والا رکھتے تھے۔ آپ نے طویل عمر پائی ہے۔ جب تک عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ زندہ تھے آپ ان کی خدمت میں رہے، پھر بعد وفات حضرت عبدالخالق کے ایک زمانے تک طالبین کو فیض یاب فرماتے رہے۔ آپ کی وفات ۷۱۵ھ میں ہوئی اور قبر شریف قریہ ریوگر میں ہے جو مضافات سے بخارا کے ہے۔

## ۱۳۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ذکرِ جہری کیا کرتے اور اس سے بہت رغبت رکھتے تھے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اے اللہ میرے مقصود آپ ہی ہیں اپنی رضامندی اور اپنی محبت و مغفرت عطا کیجئے اور خفتہ دل جاگ جائیں، غافل چونک پڑیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ ذکرِ جہری بھی اس شخص کے لئے مناسب ہے جس کی زبان کذب اور غیبت سے اور پیٹ حرام اور مشتبہ مال سے ظاہر ہو، قلب ریا و (دکھاوا) و سمعہ (منادا) سے صاف ہو، سر غیر حق کی طرف متوجہ ہونے سے پاک ہو۔ آپ کا ک سن وفات ۷۱۷ھ ہے۔

## ۱۴۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو خضر علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اس زمانہ میں شیخ کامل خواجہ محمود انجیر فقوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب سے آپ نے یہ سنا پھر کبھی انجیر فقوی قدس سرہ کی خدمت اور حاضر باشی کو نہ چھوڑا۔ آپ سے عجیب عجیب کرامات ظاہر ہوئے، رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانی قدس سرہ آپ کے ہم عصر ہیں۔ آپ بھی ذکر جہری کیا کرتے تھے مگر مبتدی کے لئے ذکر جہری اور منتہی کے واسطے ذکر خفی مناسب خیال فرماتے تھے، کسی نے آپ سے پوچھا ایمان کیا چیز ہے فرمایا کندن و پیوستن یعنی از دنیا کندن و بحق پیوستن، دنیا سے ٹوٹ پھوٹ کر خدا کے ہو جانا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

صاحبو! کہتے وقت اور کھاتے وقت نفس کو قابو میں رکھو، اکثر وہ اسی وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ ایک وقت فرمایا حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کے وقت عبدالخالق غجدانی قدس سرہ کی کوئی معنوی اولاد ہوتی تو ان کو سولی پانے سے بچا لیتی۔ ایک روز فرمایا ازل سے عالم شریعت کی ابتداء ہے اس میں قیل و قال ہو سکتا ہے اس لئے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ۱۔ کَا ۲ قَالُوا بَلٰی سے جواب دیا۔ ابد سے عالم حقیقت کا آغاز ہے۔ اس میں قیل و قال نہیں۔ اس لئے ۳ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ کا جواب کسی نے نہ دیا۔ انتقال کے بعد بھی اپنی فیض رسانی کی طرف سے اس شعر سے آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔

۱۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ ۲۔ سمجھوں نے کہا بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔

۳۔ آج کس کی حکومت ہے۔



## شعر

خواہی مدد از روح عزیزاں یابی    پا از سر خود ساز و بیا رامیتن ل  
ترجمہ: اگر تو میری وفات کے بعد میرے سے مدد لینا چاہے تو سر سے چلتے ہوئے  
رامیتن کو آجو میرا دفن ہو گا میں تیری مدد کروں گا۔

ل رامیتن حضرت کا شہر مدفن ہے۔

وفات کے وقت آپ کی عمر شریف (۱۳۰) سال کی تھی، آپ کی تاریخ وفات یہ ہے۔

## ابیات

ہفت صد و پانزدہ ز ہجرت بود    بست و ہشتم ز ما و ذی القعدہ  
کاں جنید زمان و شبلی وقت    زیں سرارفت در پس پردہ  
ترجمہ: سنہ وفات سات سو پندرہ ہجری تھا اور ذیقعدہ کی ۲۸ تاریخ تھی کہ حضرت  
عزیزاں جو اپنے زمانہ کے شبلی و جنید تھے اس دنیا فانی سے پردہ کئے۔  
بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کا سن وفات ۷۷۱ھ ہے اور آپ کی قبر شریف  
خوارزم میں زیارت گاہِ خلّاق ہے۔

## ۱۵۔ حضرت خواجہ محمد بابا سہمائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ ابھی پیدا بھی نہیں  
ہوئے تھے کہ آپ اُن کے مقتدائے وقت ہونے کی خوشخبری سنا کر اپنے سر پر آورده  
خلیفہ اول خواجہ امیر کمال قدس سرہ کو ان کی تربیت و تلقین کیلئے سخت تاکید فرمائے تھے۔

اکثر آپ فرمایا کرتے تھے۔

صاحبو! ادھر ادھر کے لایعنی خطرات سے ہمیشہ دل کو بچائے رکھو، اسی سے دل کا ستیاناس ہوتا ہے۔ ۷۵۵ھ آپ کا سن وفات اور قبر شریف قریہ ستماس میں ہے۔

## ۱۶۔ حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

اُس وقت جب کہ آپ شکم مادر میں تھے، اگر آپ کی والدہ صاحبہ لقمہ شبہ کا کھاتیں تو درد شکم کی سخت تکلیف اٹھاتیں، اس لئے کئی بار اس کا تجربہ ہونے سے بہت احتیاط کر کے لقمہ حلال کھاتی رہیں، حضرت بابا قدس سرہ کی توجہ عالی سے آپ اس درجہ پر پہنچے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء صاحب ارشاد ہوئے۔ آپ کی وفات روز پنجشنبہ بوقت نماز صبح آٹھویں جمادی الاول ۷۷۲ھ میں ہوئی، آپ کی قبر شریف قریہ سوقار میں ہے۔

## ۱۷۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت شریف ماہ محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی، بچپن ہی سے آپ کی کرامات ظاہر ہونے لگے۔ آپ امام طریقت اور پیر حقیقت مقتدائے شریعت اور پیشوائے اہل سنت والجماعت ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین بن سید برہان الدین بن سید عبداللہ بن سید زین العابدین بن سید قاسم بن سید شعبان بن سید برہان الدین بن سید محمود بن سید بلاق بن سید تقی صوفی خلوتی بن سید فخر الدین بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام علی نقی بن امام محمد تقی بن موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق

رضی اللہ عنہم اجمعین اَفَاضَ اللّٰهُ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِهِمْ اَپَ اَمَامِ اعْظَمِ الْبُحْنِيفَةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ  
 علیہ کا مذہب رکھتے تھے، اکثر مشائخ اس طریقہ عالیہ کے خفی مذہب ہوئے ہیں، آپ کو  
 روحانی فیض خواجہ محمد بابا سہاسی قدس سرہ سے حاصل ہوا ہے۔ گو تعلیم طریقہ امیر کلال  
 قدس سرہ سے ہے اور حقیقت میں ایسی روحانیت عبدالخالق غجدانی قدس سرہ سے  
 آپ نے حاصل کی ہے، خواجہ محمود انجیر فغوی قدس سرہ سے خواجہ امیر کلال قدس سرہ تک  
 جو حضرات اس طریقہ عالیہ کے رہبر ہوئے ہیں، وہ سب ذکر جہری و خفی دونوں کیا  
 کرتے تھے۔ جب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کا دور مبارک آیا تو عبدالخالق  
 غجدانی قدس سرہ کی روح مبارک سے ارشاد ہوا بابا بہاؤ الدین تم ذکر جہری چھوڑ دو،  
 ہمیشہ ذکر خفی کیا کرو، جب سے آپ نے اپنے طریقہ عالیہ کو ذکر خفی لازم فرما دیا۔

کسی نے حضرت شاہ نقشبند قدس سرہ سے پوچھا کہ آپ کے طریقہ عالیہ میں  
 ذکر جہری ہے اور نہ خلوت تو پھر آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے؟ فرمایا!  
 ظاہر باخلق، باطن باحق دست بکار دل بیارے پر ہمارے طریقہ کی بنا قائم  
 ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

از دروں شو آشنا دا زبروں بیگانہ و ش  
 کا پتھیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ترجمہ: باطن میں آشنا بنا ہوا رہ اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح، کہ یہ بہترین طریقہ دنیا  
 میں بہت کم ہوتا ہے۔

۱۔ ظاہر خلق کے ساتھ رہنے اور باطن بھی حق کے ساتھ۔ ہاتھ تو کاروبار کرتے رہیں اور دل اللہ  
 کی طرف متوجہ رہے۔

ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ ایک گرگٹ آفتاب کے جمال جہاں آرا میں مستغرق ہے۔ اس کے روبرو آپ باادب ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے اپنے محبوب آفتاب کے جمال میں محو و مستغرق ہونے والے گرگٹ! خدا کے لئے میرے حق میں دُعا کر کہ جو شہود اور استغراق تجھ کو تیرے محبوب آفتاب کے ساتھ حاصل ہے ویسا شہود اور استغراق میرا محبوب حقیقی خدا مجھ کو اپنے ساتھ دے، ابھی آپ یہ نہیں کہنے پائے تھے کہ گرگٹ آپ کی طرف متوجہ ہو کر آسمان کی طرف منہ کیا ہوا بہت دیر تک ایسا ٹھیرا رہا گویا دُعا کر رہا ہے جب تک وہ دُعا میں تھا آپ آمین کہتے جاتے تھے جب سے آپ کا مشاہدہ اور بھی قوی ہو گیا۔ اللہ اللہ! کیا بے نفسی تھی۔ سچ ہے عارف مثل مستقی! کے ہوتے ہیں سب کچھ مل جاتا ہے پھر پیاسے کے پیاسے ہی رہتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی پوری پوری اتباع کر کے رات دن رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۲ کا ہی ورد رکھتے ہیں، آپ کی وفات شبِ دو شنبہ ۳ ربیع الاول ۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریہ قصر عارفان میں ہے جو بخارا سے بہت ہی قریب ہے۔

## ۱۸۔ حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ سے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی صاحبزادی منسوب تھیں۔ آپ حضرت خواجہ صاحب کے بیحد منظور نظر تھے اور علم و فضل میں یکتائے روزگار۔ آپ کی رعونیت مولویت توڑنے کیلئے آپ سے حضرت خواجہ صاحب نے چند

۱۔ مستقی ایسا بیمار جو پیاس کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے وہ ہزار پانی پئے پھر بھی اس کو تسکین نہیں ہوتی۔

۲۔ اے رب مجھ کو اور بھی علم زیادہ کر۔

روز تک بازاروں میں سیب بکوائے ہیں، آپ کو حضرت خواجہ صاحب اپنے نزدیک بٹھاتے اور ہر وقت آپ کے قلب پر نظر رکھتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا نفس کا بھیڑیا ہر وقت انسان کی تاک میں لگا رہتا ہے اس سے میں علاؤ الدین کی ہمیشہ حفاظت کیا کرتا ہوں۔

آپ کو دفع خطرات کے لئے حضرت خواجہ صاحب سے اس طرح تلقین ہوئی تھی کہ ہجوم خطرات کے وقت مرشد کا خیال جمائے، اگر اس پر بھی دفع خطرات نہ ہوں تو تین وقت بہت قوت سے دم کھینچے اور یوں سمجھے کہ دماغ سے خطرات نکال کے باہر پھینک رہا ہوں، پھر تین مرتبہ یہ دُعا دل لگا کر پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِيعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ قَوْلًا وَفِعْلًا وَخَاطِرًا وَسَامِعًا  
وَنَاطِرًا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۱۔ پھر یہاں فَعَالٌ کو بار بار کہتا جائے۔ حضرت  
علاؤ الدین قدس سرہ کے خلیفہ خواجہ عبداللہ امامی فرماتے ہیں اگر اس سے بھی خطرات دفع  
نہ ہوں تو کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر قلبی کرے اور ذکر کے وقت لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ کا  
تصور جمائے رکھے چونکہ موجود میں خطرات بھی ہیں وہ بھی لا کے تحت میں آکر منشی  
ہو جائیں گے۔ اگر اس سے بھی نفی خطرات کی نہ ہو تو کلمہ کا ذکر جہر سے کرے اور حضرت  
خواجہ عبداللہ قدس سرہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جتنا سکوت زیادہ ہوگا اتنی نسبت قوی ہوتی

۱۔ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں ان تمام چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں خواہ کہنے کی چیزیں خواہ  
کرنے کی۔ وسوس ہوں یا سننے کی چیزیں ہوں یاد دیکھنے کی نیکی کرنے کی قوت اور برائیوں سے بچنے کی طاقت  
اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

جائے گی اور سالک کبھی کسی پر غصہ نہ کرے اگر غیظ و غضب کا کسی وقت اتفاق ہو جائے تو سرد پانی سے غسل کرے، اگر مضر ہو تو خیر گرم پانی ہی سے نہالے، اس لئے کہ سرد پانی سے صفائی قلب کی پیدا ہوتی ہے۔ پھر لطیف لباس پہن کر خالی مکان میں دو رکعت نماز پڑھے خدائے تعالیٰ کی طرف نہایت خلوص سے متوجہ ہو کر دفع خطرات کے لئے بتائے ہوئے طریقہ کو یہاں بھی شروع سے کیا کرے۔ حضرت علاؤ الدین کو خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ سے یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ جب تم کسی اہم کام کو شروع کرنا چاہو تو یہ دُعا پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ کُنْ وَجْهَتِیْ فِیْ کُلِّ وَجْهَةٍ وَمَقْصِدِیْ فِیْ کُلِّ مَقْصِدٍ وَغَايَتِیْ فِیْ کُلِّ سَعٰیٍّ وَمَلْجَئِیْ وَمَلَاذِیْ فِیْ کُلِّ شِدَّةٍ وَوَكِیْلِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرٍ وَتَوَلِّیْ تَوَلِّیْ مُحِبَّةٍ وَعِنَايَةٍ فِیْ کُلِّ حَالٍ۔ منجملہ آپ کے بے بہا نصائح کے یہ ہیں:

- (۱) صاحبو! تفویض و تسلیم کے حاصل کرنے میں خوب کوشش کرو یہی افضل حال ہے۔
- (۲) انسان کو چاہئے کہ باطن میں معتمد باللہ اور ظاہر میں معتمد بحبل اللہ رہے یعنی قرآن شریف کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بنائے رکھے اور باطن سے رات دن خدا ہی کی طرف لو لگی رہے۔

اے اللہ ہر امر میں میری توجہ آپ ہی کی طرف ہے آپ کے سوا میرا کوئی مقصد نہ ہو میرے ہر کام میں جس کے لئے کوشش کروں اس میں میری نظر آپ ہی پر رہے۔ ہر سختی اور افکارات میں میرے پشت و پناہ آپ ہی رہیں۔ ہر کام میرے کارساز آپ ہی ہیں اور مجھ پر ہمیشہ آپ کی محبت رہے۔ ہر حال میں مجھ پر آپ کی عنایت ہوتی ہے۔

(۳) اولیاء اللہ کے پُرانوار مزاروں کی زیارت کرنے والو! تم کو چاہئے کہ زیارت کے وقت خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ رہو اور اس صاحب قبر ولی کی روح، اس توجہ الی اللہ کے کمال کا وسیلہ بناؤ۔

(۴) یوں توفیٰ اور اثبات سے بھی جذبہ حاصل ہوتا ہے مگر مراقبہ سے جیسے جلد جذبہ کی حالت طاری ہوتی ہے ایسا نفی و اثبات سے نہیں ہوتی۔

(۵) سکوت کے فوائد سب ہی جانتے ہیں گو اس پر عمل نہ کر سکیں، مگر سکوت کرنے کے طریقہ سے اکثر ناواقف ہیں۔

صاحبو! جب سکوت کرو تو قلب کو بے کار نہ رہنے دو، خطرات و دوسو اس کی روک تھام میں اس کو لگا رکھو۔ یا اگر قلبی ذکر جاری ہو گیا ہے تو قلب ذکر کیا کرے گا نہ چپکے بیٹھے اس کو سنا کرو، یا قلب جو طرح طرح کے رنگ بدل کرے۔

گہے بر طارم اعلیٰ تشینم گہے بر پشت پائے خود نہ بینم  
ترجمہ: کبھی تو بلند پہاڑی پر رہتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کی پیٹھ کی بھی خبر نہیں ہوتی۔  
کا مصداق بنا کرتا ہے۔ تم اس کی اس رنگارنگی کا تماشا دیکھا کرو۔

(۶) اس زمانے میں تجارت کے بعد اگر کسب حلال کا کوئی ذریعہ ہے تو با  
زراعت ہے۔

(۷) اللہ والوں کی صحبت سے عقل معاد بڑھتی ہے، پھر تو دنیا داروں کی عقل معاصر  
کی طرح یہ عقل معاد یہی اخروی امور میں مویشگافیاں کیا کرتی ہے۔



محدث دکن ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب

۸۔ جب مرشد کامل کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو ان کی صحبت میں ایک دو دن کو ضرور جایا کرے۔ اور نہایت ادب سے پیش آئے، اگر کچھ بعد مسافت ہو گیا ہو تو مہینے دو مہینے میں ضرور اپنی حالت اُن کی خدمت میں لکھ بھیجا کرے اور باطن سے ہمیشہ ان کی طرف مشغول رہے، آپ نے اپنے مرض موت میں فرمایا صاحبو! وہ عالم جہاں مر کر جانا ہے اس عالم سے بہت ہی افضل و بہتر ہے۔ افسوس ہمارے بعد ہمارے بعض احباب آئیں گے جب وہ ہم کو نہ پائیں گے تو شکستہ خاطر واپس جائیں گے۔

لوگو! رسومات اور عوام کے عادات کو ترک کرو، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و  
اٰلہٖ وسلم انھیں رسومات و عادات کو چھڑانے کے لئے تشریف لائے ہیں، عزیمت پر  
عمل کرو کوئی سنت تم سے ہرگز نہ چھوٹنے پائے۔ ان وصایا پر پورا پورا عمل کرو۔ اگر ایسا نہ  
کرو گے تو خواب ہو جاؤ گے۔ پھر کلمہ تو حید بلند آواز سے بار بار کہنا شروع فرمایا۔ آپ  
نے اپنے اس آخری وقت میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کو علانیہ دیکھا  
خود کچھ عرض کی اور خواجہ صاحب سے بھی کچھ ارشادات سنے۔ آپ کی وفات عشاء کے  
بعد شب چہار شنبہ ۴ رجب ۸۰۲ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف قریہ نومن میں ہے جو  
مضافات سے حصار کے ہے۔

ایک بڑے درجے والے بزرگ اہل دل نے خواب میں دیکھا کہ حضرت  
خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ پیشگاہ عالی سے سرکارِ دو عالم رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہم کو اجازت ملی ہے کہ ہماری قبر کے گرد و سو فرسنگ تک جو دفن ہوا اس کی ہم شفاعت کیا کریں اور بابا علاؤ الدین عطار اپنی قبر کے اطراف چالیس فرسنگ تک مردوں کی شفاعت کیا کریں گے۔ باقی جو ہمارے اور محبت و متبع ہیں وہ بھی اپنی اپنی قبروں کے اطراف و جوانب میں ایک ایک فرسنگ تک مردوں کی شفاعت کے لئے مامور ہوئے ہیں۔

## ۱۹۔ حضرت مولانا خواجہ یعقوب چرقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے عالم متبحر تھے اور حضرت بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ سے اخذ طریقہ کر کے ایک زمانہ تک خواجہ صاحب کی خدمت میں سلوک طے کرتے رہے۔ خواجہ صاحب نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا، بابا یعقوب! تم علاؤ الدین کی خدمت میں رہ کر اپنے سلوک کی تکمیل کرلو۔ حسب الارشاد خواجہ صاحب کے آپ حضرت علاؤ الدین قدس سرہ کی صحبت میں رہ کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۸۵۱ھ آپ کا سن وفات ہے آپ کی قبر شریف قریہ ہلقتو میں ہے جو مضافات سے ملک حصار کے ہے۔

## ۲۰۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی والدہ کے شکم مبارک میں آنے کے چار ماہ قبل آپ کے والد ماجد پر حالت جذبہ کی طاری تھی۔ جب آپ سے قرار حمل ہوا وہ حالت کم ہو گئی۔ آپ کے دادا آپ کے تولد ہونے کے پہلے ہی آپ کی ولایت کی کُل خبریں مجملہ دے چکے تھے۔ آپ کو

لڑکیں ہی سے خدائے تعالیٰ کے ساتھ حضور و معیت کی نسبت حاصل تھی، آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بلوغ تک یہی سمجھا ہوا تھا کہ ہر شخص کو یہ نسبت حضوری ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ بالغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ جو تقدیر کا دھنی ہے اسی کو یہ نسبت حضور و معیت کی حاصل ہوتی ہے، ہر کس و ناکس اس سے محروم ہے۔ آپ کی یہ مبارک عادت تھی کہ کسی کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے تھے گو وہ کیسا ہی مخلص ہو، ایک بار آپ نے فرمایا کہ کشف قبور سے ہوتا یہ ہے کہ صاحب قبر کی روح اس صورت سے متشکل ہو کر جو اس کی صورت مثالیہ سے مناسب ہے نظر آتی ہے اور شیطان کو بھی قوت تشکل حاصل ہے کیا معلوم کہ یہ شیطان ہے یا صاحب قبر۔ اس لئے اکابر نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کشف قبر کا اعتبار نہیں بلکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ جس قبر کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس قبر کے پاس مراقب بیٹھ کر اپنی کل نسبتوں اور کیفیتوں سے خالی ہو کر ظہور نسبت کے منتظر رہتے ہیں اس نئی نسبت سے اس قبر والے کے حال کو جان لیتے ہیں زندہ اجنبی کے حال کو معلوم کرنے کا بھی آپ کے پاس یہی طریقہ ہے منجملہ آپ کے انمول نصائح کے چند یہ ہیں:

(۱) خدائے تعالیٰ کی عطا و قسم کی ہوتی ہے۔ (۱) عوام سے اس طرح کہ باوجود قصور کے بھی نعمت دی جاتی ہے اور (۲) خواص سے یوں کہ باوجود بے ادبی کے بھی ان کا حال باقی رکھا جاتا ہے۔

(۲) صاحبو! جہاں تک ہو سکے نکاح ہرگز نہ کرو، اگر کسی کو اس کا نفس مجبور کر کے

نکاح کے لئے بار بار ابھارتا جاتا ہے تو اس کو چاہئے کہ استغفار کی کثرت کرے۔ اگر

اس سے وہ خیال نہ جائے تو ایسی جگہ رہے جہاں عورت کی صورت نظر نہ آئے نہ اس کی آواز سنائی دے، اگر باوجود اس کے بھی وہی خیال باقی رہے تو ہمیشہ روزہ رکھے اور غذا کم کھائے اور قوت شہوانیہ کم ہونے کے جو جو تدابیر ممکن ہیں وہ سب کرتا جائے۔ اگر اس سے بھی وہ خیال نہ نکلے تو قبرستانوں میں جا کر نفس سے کہے، اے نفس! دیکھ یہ انھیں کی خاک کا ڈھیر ہے جو گل اندام مہوش زہرہ جبیں چاند سی صورت والی عورتوں سے لطفِ صحبت اٹھاتے تھے، ہائے اب وہ ہیں اور نہ ان کے اعمال۔ قبر کے کونے میں تنہا پڑے ہوئے ہیں، ان کے پاس نہ وہ حسن و جمال والی عورتیں ہی ہیں، نہ وہ لطفِ صحبت ہی باقی ہے، اگر بجائے نکاح کر کے طرح طرح کی پریشانی اٹھانے کے کسی بزرگ سے فیض پاتے تو آج اس کا لطف اٹھاتے، اور ان قبرستانوں میں جو اولیائے کرام کے بے انوار مزاریں ہیں ان کے متبرک ارواحوں سے بھی نکاح کا خیال دل سے نکل جانے کے لئے مدد لی جائے، اگر پھر بھی وہی خیال رہے تو تم اپنے زمانہ کے زندہ کامل اولیاء عظام سے استعانت لو، وہ تم سے تمہارے نفس کا دباؤ جو تم پر نکاح کرنے کے لئے ہو رہا ہے اس کو اٹھا کر تم کو ہلکا پھلکا کر دیں گے۔

(۳) طالب کو چاہئے کہ عمل اور ذکر الہی سے کام رکھے۔ حضور اور جمعیت کا خیال اس کے مد نظر نہ رہے، اس لئے کہ حضور اور جمعیت خدا کی دین ہے اور نادرا الوجود۔ بندہ کے اختیار سے باہر ہے بخلاف عمل اور ذکر الہی کے کہ یہ گنجیسی ہے اور بندہ کے اختیار میں ہے، اور یہی عمل اور ذکر الہی پر مواظبت کرنا حضور اور جمعیت

کا باعث ہے۔ ایک نہ ایک دن یہی عمل اور ذکر الہی حضور اور جمعیت حاصل کرا کر رہیں گے۔

(۴) جن میں یہ تین علامتیں پاؤ تو ان کو اولیاء کرام سے سمجھو۔ (۱) ان کی صورت دیکھتے ہی غایت محبت سے بے اختیار دل ان کی طرف جھکا پڑتا ہے۔ (۲) جب وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی باتوں میں کچھ ایسا مزہ آتا ہے کہ دل ہر طرف سے غافل ہو کر یہ چاہتا ہے کہ گھنٹوں بیٹھے انھیں کی باتیں سنا کرے۔ (۳) ان سے کوئی فعل باطل اور لغو سرزد ہونے نہیں پاتا۔

(۵) قرآن، حدیث، فقہ۔ ان تینوں کا خلاصہ اور نچوڑ تصوف ہے اور تصوف کا نچوڑ وحدت الوجود کا مسئلہ ہے اور وحدت الوجود باتیں بنانے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل کے آئینہ کو (۱) نقوشِ کونیہ سے صاف کریں اور تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبَتُّلًا کا مصداق بن کر سب سے ٹوٹ پھوٹ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہی جھک پڑیں اور اُسی کے ہو رہیں، جب کہیں جا کر دل سدھرتا سنبھلتا اور ایسا چمکتا ہے کہ خود بخود وحدت الوجود کا مسئلہ اس میں عیاں ہو جاتا ہے۔

(۶) کھانا پکانے والا پکاتے وقت یادِ الہی سے غافل نہ رہے، کسی پر غیظ و غضب نہ کرتا ہو، فحش باتیں نہ بکتا ہو، فضول بکواس نہ کیا کرے، حضور قلب کے ساتھ باطہارت کھانا پکایا کرے تو وہ کھانا نور بنا ہوا پیٹ میں جاتا اور دل کو منور کر دیتا ہے اور جس کھانے کے پکاتے وقت ان باتوں کا لحاظ نہ کیا جائے تو وہ کھانا دل میں ظلمت اور کدورت پیدا کرتا ہے۔

(۷) کسی کام اور مکمل سے کوئی عمل سیکھ کر اس پر موافقت اور مداومت کرنا درجہ عالیہ پر پہنچاتا ہے۔

(۸) ریاضت سے اخلاق رویہ کو دور کرنا نہایت کٹھن کام ہے باطنی اعمال کا التزام کرلو، اور منتظر رہو، خود اسی سے یکا یک ایسی حالت پیدا ہوگی کہ وہ کل اخلاقی رویہ کو زائل کر دے گی۔

(۹) خواطر رویہ اور مقتضیات طبعیہ سے نجات پانے کے لئے (۱) اس طریقہ عالیہ کے مشائخوں نے جو اعمال خیر پسند کئے ہیں ان کا التزام کرو۔ یا (۲) اپنے وجود کو بالکل عاجز اور بے بس خیال کر کے نہایت عجز و افتخار اور دوام تضرع و انکسار سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر خلاصی چاہو۔ (۳) یا شیخ کے باطن اور ان کی ہمت سے استمداد کیا کرو، یہ آخری طریقہ سب طریقوں سے افضل ہے۔  
(۱) خیالات دنیوی

(۱۰) ذکر بمنزلہ کلہاڑی کے ہے خواطر اور وساوس کے کانٹوں کو دل کے اطراف سے کانٹ چھانٹ ڈالتا ہے۔

(۱۱) ظاہری احکام کی پابندی کرنا شریعت ہے۔ باطن میں اطمینان و جمعیت بہ تکلف پیدا کرنا طریقت ہے، اس تکلف سے آئے ہوئے اطمینان و جمعیت کا ملکہ ہو کر باطن میں راسخ ہو جانا حقیقت ہے۔

(۱۲) اس اُمت مرحومہ سے مسخ صورت اٹھا دیا گیا ہے، ہاں مسخ باطن ابھی باقی ہے کیسا ہی کبیرہ گناہو اُس پر ندامت نہ ہونا اور کبھی اپنے نفس کو ملامت نہ کرنا اور اگر کسی

نے متنبہ کیا تو اس سے متاثر نہ ہونا یہ علامت مسخ باطن کی ہے۔

۱۳۔ نکاح ایک بیڑی ہے جو طالب کے پاؤں میں پڑ جاتی ہے ہمیشہ اس سے بچتے رہو، وہ باطنی سیر سے روکے رہتی ہے۔

کہ خدائی کہ مایہ ہوس است کدر رہا کن ترا خدائے بس است  
ترجمہ: نکاح کرنا طرح طرح کے ہوسیں پیدا کرتا ہے کہ یعنی نکاح کا خیال چھوڑ دے تو پھر خدا تجھے بس ہے۔

۱۴۔ حقیقت عبادت کی خشوع اور خضوع اور انکسار اور تضرع ہے اس کا حاصل ہونا موقوف ہے اس بات پر کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت جم جائے اور عظمت الہی بغیر اس کی محبت کے حاصل نہیں ہوتی، اور محبت الہی بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے غیر ممکن ہے اور متابعت آنحضرت ﷺ کی علم دین پر موقوف ہے، اس لئے ان علماء کی اتباع کرو جو علوم دین کے وارث ہیں اور ان علماء کی صحبت سے بچتے رہو، جو علم کو معاش دنیوی اور حصول جاہ و حشم کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں، اور ان صوفیوں کی صحبت سے بھی دور رہو جو رقص و سماع کی طرف مائل ہیں، اس کے سوا ان کو حرام و حلال سے کچھ بحث نہیں جو سامنے آجائے کھا لیتے ہیں۔

آپ کی وفات شریف شب شنبہ سلخ ربیع الاول ۸۹۳ھ بقولے ۸۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ کی قبر شریف شہر سمرقند محلہ خواہ کفشیر میں زیارت گاہ خلایق ہے۔



## ۲۱۔ حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ کمالات ظاہری اور باطنی سے متصف تھے۔ فقر و تجرید، ورع و تقویٰ، زہد و اتباع سنت میں پائے عالی رکھتے تھے۔ کئی سال تک رات رات بھر بیدار رہے، غرض آپ امر باسکی تھے، حق زہد دریافت خوب ادا فرمائے، چونکہ پہلے ہی سے رنگے ہوئے تھے اس لئے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کی ایک ہی صحبت میں آپ کی تکمیل ہو گئی اور خرقہ اجازت سے سرفراز ہو کر وطن واپس ہوئے۔ آپ کی وفات ۹۳۶ھ میں ہوئی اور قبر شریف قریہ و خستوار میں زیارت گاہِ خلاق ہے، جو مضافات ے حصار کے ہے۔

## ۲۲۔ حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ کا ابتدائی سلوک حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طے ہوا ہے مگر آپ نے تکمیل اور خلافت حضرت خواجہ زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی تھے، جذب و استغراق، شوق و ذوق، سخا و عطا میں شہرہ آفاق، مریدوں کی تربیت و ارشاد میں ایک آیت تھے، آیات الہی سے جو آپ کی طرز تلقین دیکھتا دنگ رہ جاتا۔ جب آپ مریدوں کو سلوک طے کراتے تو خدا کی قدرت نظر آتی تھی۔ ۹۷۰ھ آپ کا سنہ وفات ہے۔ آپ کی قبر شریف قریہ ممکنہ میں ہے جو مضافات سے ولایت کش کے ہے۔

## ۲۳۔ حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد املنگی رحمۃ اللہ علیہ

گو آپ نے خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی اور صحبت بھی اٹھائی ہے لیکن تکمیل اور خلافت اپنے والد ماجد خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہے۔ جیسے آپ کامل مکمل صوفی تھے ویسے ہی علم ظاہری کے بھی بہت بڑے عالم تھے، جیسے آپ زاہد و عابد صاحب ذکر و شغل تھے ویسے ہی صاحب کرامت و خوارق بھی تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے کو مخلوق کی نظروں سے مخفی رکھتے تھے۔ بغیر استخارہ کروائے کے کسی کو مرید نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنے خلیفہ خاص خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک فرمان لکھا ہے جس کے آخر میں یہ ایات ہیں۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم      ندا نم کنوں تا چہ پیش آیدم  
جدائی مبادا مرا از خدا      دگر ہرچہ پیش آیدم شایدم  
ترجمہ: مجھ کو گھڑی گھڑی موت یاد آرہی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آئندہ مجھے کیا پیش آنے والا ہے خدا سے مجھ کو جدائی نہ ہو اس کے سواء جو کچھ بھی مجھے پیش آئے اس کی مجھے پرواہ نہیں۔

آپ کی وفات ۱۰۱۰ھ میں ہوئی ہے اور قبر شریف قریہ امکنہ میں زیارت گاہ خلق ہے۔

## ۲۴۔ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد قاضی عبدالسلام ہیں۔ ۹۷۲ھ تھا کہ آپ شہر کامل میں پیدا ہوئے، لڑکپن ہی سے آپ کے چہرہ سے آثار جذبہ الہی کے عیاں تھے۔ حضرت محمد

صادق حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ظاہری کی تحصیل کی ہے، پھر طریق تصوف میں داخل ہونے کا داعیہ پیدا ہوا تو اپنے شیخ خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت توہ کی، جب آپ کو استقامت علی الطریقت حاصل نہ ہوئی تو دوبارہ شیخ افتخار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی، جب یہاں بھی تشفی نہ ہوئی تو حضرت شیخ امیر عبید اللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی یہاں بھی سیری نہ ہوئی، کسی کامل کی تلاش میں تھے کہ خواب میں اپنے آپ کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے دیکھا، اس روز سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کسی بزرگ سے فیض حاصل کرنے کی فکر ہوئی، اس لئے شہر کشمیر میں پہنچ کر شیخ بابا ولی گبروی نقشبندی کی خدمت میں رہے، یہاں خوب اصلاح ہو رہی تھی غیبیہ بیت کا بھی ظہور ہو رہا تھا کہ ایسے میں شیخ مذکور کا انتقال ہو گیا۔ آپ نہایت مغموم اور متفکر تھے کہ حضرت مولانا خواجگی املنگی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی نصیب ہوئی۔ آپ کو مولانا خواجگی املنگی رحمۃ اللہ علیہ خلوت میں لے جا کر تین دن پے در پے توجہ دیتے رہے۔ خدا کی شان یہاں آپ کی تکمیل ہو گئی۔ ایک دن حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بابا باقی باللہ تم اب بلاد ہند میں جاؤ وہاں تم سے اس طریقہ عالیہ نقشبندی کی رونق ظاہر ہوگی، آپ کی مزاج میں چونکہ انکساری بہت تھی اس لئے اس خدمت کے اختیار کرنے سے معذرت ظاہر کی تو حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ استخارہ کرنے سے عالم رویا میں معلوم ہوا، اس کی تعبیر یہ دی گئی کہ ہند میں ایک کامل الاستعداد (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) تمہاری صحبت میں رہیں گے۔ تمہارے کمالات ان کے ذریعہ سے ظاہر ہوں گے، تم کو ان سے

اور ان کو تم سے ایک حلاوت ملے گی۔ آپ نے حسب الارشاد اپنے مرشد کے بلادِ ہند کا ارادہ فرمایا۔ پہلے شہر لاہور میں رونق افروز رہے، وہاں بہت لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے، وہاں سے شہر دہلی میں تشریف لے آئے، چونکہ دہلی میں قلعہ فیروز یہ ایسا خوشنام مقام ہے جس میں ایک بڑی نہر اپنی روانی سے دلوں کو فرحت دے رہی ہے اور وہاں ایک بہت بڑی مسجد بھی واقع ہے، اللہ والوں کو ایسے ہی مقام کی طلب رہتی ہے اس لئے آپ کو بھی یہی مقام پسند آیا۔ وفات تک آپ یہیں تشریف فرما رہے باوجود آپ ذوق و شوق وجد و حال میں یگانہ روزگار تھے اور معرفت و حقیقت میں پایۂ عالی رکھتے تھے، پھر بھی آپ کے مزاج شریف میں تواضع و انکسار اس درجہ تھا کہ خاک پر بے بستر کے بیٹھ جاتے اور اپنے آپ کو مقام ارشاد کے اہل نہیں سمجھتے تھے۔ مخلوق پر شفقت کرنا آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ ایک روز بتی آپ کے لحاف پر سو گئی صبح تک آپ یوں ہی کڑاخنے کے جاڑے میں بے لحاف کے اکڑتے ہوئے گزار دیئے لیکن بتی کو دف سے علیحدہ نہیں فرمایا۔ ایثار آپ کے مزاج میں اعلیٰ درجہ کا تھا، انکسار کی توانہا ہی نہیں تھی اگر کسی مرید سے لغزش ہوتی تو فرماتے کہ یہ ہماری ہی لغزش ہے جو بطور انعکاس کے اس سے ظہور کی ہے، آپ عبادات اور معاملات میں احوط ۱ مسئلہ پر عمل فرماتے تھے اسی واسطے ابتداء میں باوجود خفی ہونے کے قرأت خلف امام کیا کرتے تھے، ایک رات آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ امام فرما رہے ہیں کہ میرے مذہب پر بڑے بڑے کامل مکمل اولیاء اللہ عامل رہے ہیں، آپ نے امام کی اس

تعریض کو سمجھ کر صبح سے قرأت خلف امام ترک فرمادی۔ ایک روز ایک جگہ تشریف لیجا کر وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہاں کی مٹی ہمارے دامن کو لگے گی۔ پھر خواب میں عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ آپ کو کرتا پہنا رہے ہیں، صبح آپ نے تعبیر اس کی فرمائی کہ ممکن ہے صحت ہو جائے ورنہ اس سے کفن کی طرف اشارہ ہے، پھر آپ نے اسی مرض سے روز دو شنبہ ۲۵ / ماہ جمادی الاخری ۱۰۲۲ھ میں وفات فرمائی۔ آپ کا قبر شریف شہر دہلی میں قریب اس مقام کے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار قدم مبارک ہیں۔

۲۵۔ غوث الواصلین قطب العارفین محبوب صمدانی امام

ربانی مجدد الف ثانی امام طریقہ حضرت شیخ احمد فاروقی

نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسباً فاروقی ہیں، اٹھائیس واسطے پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دادا ہوتے ہیں، آپ کے کل آبا و اجداد صلحا و علماء ہوئے ہیں، آپ کی سوانح شریف لکھنے کے لئے ضخیم کتابیں غیر کافی ہیں، تبرکاً مختصر سا حال لکھا جاتا ہے۔ ۹۷۱ھ تہ بلدہ سرہند میں آپ کی ولادت ہوئی۔ (خاشع ۹۷۱ھ) آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ آپ ابھی بہت ہی کم عمر تھے کہ شیخ شاہ کمال قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی نسبت اس طرح پیشن گوئی فرمائی تھی کہ اس بچہ کی عمر طویل ہوگی اور بہت بڑا عالم باعمل صاحب

احوالِ عالیہ ہوگا۔ شیخ موصوف نے اپنے انتقال کے وقت اپنی زبان حضرت امام ربانی صاحب کو چسوا کر جب ہی سے نسبت قادریہ کا القاء فرمادیا تھا۔ لڑکپن ہی سے آپ کی کچھ ایسی حالت تھی کہ جو آپ کو دیکھتا کہتا کہ یہ بچہ ہونہار ہے، آئندہ بہت کچھ کر دکھائے گا۔ آپ نے اکثر علوم متداولہ اپنے والد ماجد سے ہی حاصل کئے ہیں، پھر سیالکوٹ جا کر مولانا محمد کمال کشمیری اور مولانا یعقوب کشمیری سے علوم کی تحصیل کی اور حدیث کی سند قاضی بہلول بدخشی سے حاصل فرمائی۔ آپ کے زمانے میں کوئی آپ کا ہمسر علوم میں نہ تھا۔ آپ کو نسبت چشتیہ اور قادریہ اور ان دونوں میں اجازت اور خلافت اپنے والد ہی سے حاصل ہوئی، ابھی آپ کی عمر شریف (۱۷) سال کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ علوم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار ہو کر طالبین اور سالکین کو ظاہری اور باطنی علوم کا افادہ فرماتے میں مصروف ہوئے۔ اسی اثناء میں بہت سے رسالے جیسے رسالہ جات تہلیلیہ اور ردِ روافض وغیرہ تصنیف فرمائے، گو اس وقت روافض کا بہت زور تھا مگر آپ کی حق پسند طبیعت نے ان کا رد لکھ ہی دیا۔ باوجود اس کمال کے نسبت نقشبندیہ حاصل کرنے کے لئے آپ بہت ہی مشتاق تھے، ادھر حرمین شریفین کی زیارت کا شوق بھی بے چین کر رہا تھا، لیکن آپ کے والد ماجد غایت شفقت سے ایسے دُور دراز سفر کرنے کو گوارا نہیں فرماتے تھے۔ جب ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو چکا تو آپ ۱۰۰۸ھ میں حج کے لئے اپنے وطن سے روانہ ہوئے، راہ میں دہلی پڑتی تھی، دہلی پہنچ کر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات حاصل کئے۔ حضرت آپ کو

نہایت تعظیم و تکریم سے لئے۔ دو دن کے بعد حضرت امام ربانی صاحب کو داعیہ بیعت پیدا ہوا۔ حضرت باقی باللہ صاحب نے خلاف عادت بغیر استخارہ آپ کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرما کر اپنا گزشتہ خواب بیان فرمایا کہ بہت دن ہوئے میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر حضرت خواجگی الملکی قدس سرہ نے یہ دی تھی کہ مجھ سے کوئی قطب الاقطاب فیض پائے گا۔ تم میں وہ سب آثار پائے جاتے ہیں، تم ہی آئندہ قطب الاقطاب ہونے والے ہو۔

پھر حضرت امام ربانی صاحب نے طریقہ نقشبندیہ کے ریاضات و مجاہدات و وظائف و اذکار و مراقبات میں اشتغال فرمایا، خدا کی شان دو مہینے اور چند روز میں علوم لدنیہ، معارف یقینیہ، اسرار ولایت، مقامات سنیہ، انوار فیوضات و برکات الہیہ کچھ ایسے اٹدے چلے آرہے تھے کہ جس کی وجہ سے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی عقلیں دنگ تھیں۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) پھر اجازت و خلافت سے سرفراز ہو کر اپنے وطن میں تشریف لائے، دُور دُور سے عطشان معرفت آ کر فیض یاب ہوتے تھے۔ گو آپ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ کل نسبتوں کے مجمع تھے لیکن طریقہ نقشبندیہ کی ترویج میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ غرض آپ کی حالت اس مقولہ کے مصداق ہے لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُہٗ اِلَّا فَاجِرٌ شَقِیٌّ۔ مومن متقی ہی آپ کو چاہا کرتا اور اپنے دل میں آپ کی محبت لئے رہتا ہے



اور فاجر شقی بد نصیب ازلی ہی آپ سے بغض و عداوت رکھتا ہے، حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی آخر میں نہایت معتقد ہو کر یہی مقولہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت شیخ ولی اللہ صاحب نے بھی آپ کی بہت کچھ مدح کی ہے، آپ کے کرامات بے حد و بے شمار ہیں۔ ایک وقت معین پردس جگہ کی دعوت قبول فرمائی۔ وقت مقررہ پر ہر شخص کے پاس کھانا تناول فرماتے نظر آئے، کلمہ حق کہنے کی وجہ سے جہانگیر نے جب آپ کو قید کیا تو باوجود سخت پہرہ چوکی کے جمعہ کے لئے مسجد میں آتے اور بعد جمعہ قید خانے میں تشریف لے جاتے، پہرہ والے جوانوں کو خبر بھی نہ ہوتی کہ آپ باہر کب آئے اور خبس میں واپس کب ہوئے۔ بادشاہ موصوف نے کئی بار آپ سے یہ کرامت دیکھی نہایت معتقد ہو کر معذرت کرتے ہوئے قید سے رہا کیا، جس وقت آپ خبس سے نکلے ہیں آپ کی فیض صحبت سے ساتھ کے سینکڑوں قیدی اہل دل اور اولیاء کرام سے ہو گئے تھے اور آپ کی بہت بڑی کرامت تو استقامت شریعت تھی جس کو آپ نے اپنے کسی مکتوب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ (اگر کوئی شخص باوجود ہوا پر اڑنے اور پانی پر چلنے کے ایک مستحب بھی ترک کیا کرتا ہو تو وہ نقشبندیہ اولیاء اللہ کے نزدیک جو برابر قدرو منزلت نہیں رکھتا ہے) اتباع سنت آپ پر اس طرح غالب تھی کہ جب آپ کی عمر شریف (۵۰) سال کی ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ (ہماری عمر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف سے بڑھ نہیں سکتی، ہم بھی حضور کی طرح ترسٹھ سال کی عمر میں دنیا سے کوچ کر جائیں گے) ایسا ہی ہوا۔ ماہ محرم ۱۰۳۴ھ میں ایک روز آپ نے فرمایا کہ (پچاس

روز کے بعد ہم اس عالم سے کوچ کرنے والے ہیں مجھے میری قبر کی جگہ بتلائی گئی ہے (آپ نے اپنی اولاد کو جو جو وصیت فرمائی ہے منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ (ہماری قبر مخفی رکھنا) اس سے جب اپنی اولاد کو ملول پایا تو فرمایا (اچھا ہم کو ہمارے والد کے پاس دفن کرنا لیکن ہماری قبر مٹی اور اینٹ کی مسنون طریقہ پر رہے تاکہ بہت جلد ملیا میٹ ہو جائے، غرض روز سہ شنبہ ۲۷ صفر ۱۰۳۴ھ میں آپ نے مسنون طریقہ کے موافق سیدھی کروٹ لیٹ کر دست مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ (سب کچھ اعمال صالحہ کئے مگر ایک وقت جو دو رکعت نماز میں نے پڑھی ہے وہ آج کافی ہو رہی ہے) یہ فرمایا اور روح مبارک اعلیٰ علیٰ تنکو روانہ ہو گئی، لفظ صلوٰۃ پر ہی خاتمہ ہو گیا اور یہی صلوٰۃ نسبت انبیاء علیہم السلام کی ہے۔ کسی نے آپ کی تاریخ رحلت ”رَفْعِ الْمَرْتَبِ“ ۱۰۳۴ھ نکالی ہے۔ تَوَرَّ اللَّهُ مَضْجَعَهُ وَقَدَّسَ بَسْرُهُ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نورانی کرے اور ان کے سر کو پاک کرے)۔

## ۲۶۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۰۹ھ آپ کا سن ولادت ہے، حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ تیسرے صاحبزادے ہیں، حضرت امام ربانی صاحب نے آپ کے استعداد عالی کی بہت کچھ تعریف کی ہے کہ (یہ میرا بچہ ولایت محمدی کے لئے ذاتی استعداد رکھتا ہے اور یہ بچہ محمدی المشرّب ہے اور منجملہ محبوبین کے ہے) تین ماہ کی مدت قلیل میں آپ نے قرآن شریف کے حفظ سے فراغت پائی۔ جس وقت آپ کو علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تحصیل

ہوئی ہے اس وقت آپ کی عمر شریف سولہ سال کی تھی۔ بعد ازاں آپ طلبہ کے افادہ میں مصروف ہوئے، آپ کے والد ماجد امام ربانی صاحب نے اثناء تحصیل ہی میں جب کہ آپ کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی تلقین طریقہ فرمادیا تھا۔ کم عمری ہی سے آپ نے ذکر و فکر و مراقبات میں مواظبت فرمائی۔ جب آپ کا قال و حال میں کمال استقامت رکھنا، ورع و تقویٰ کا ہر حال میں پابند ہونا، احوال اور واردات سے مشرف ہونا، حضرت امام ربانی صاحب نے ملاحظہ فرمایا تو اجازت اور خلافت سے بھی سرفراز کیا اور یہ خوش خبری دی کہ بابا مَعْصُوم تم شام و روم اور اس کے اطراف و جوانب کے قیوم اور قطب ہوں گے، واقعی ایسا ہی ہوا کہ آپ کے خلفاء ان شہروں میں عطشان معرفت کو خوب سیراب کئے اور کر رہے ہیں۔ آپ کے مکتوبات تین ضخیم جلدوں میں جمع ہیں۔ جس میں آپ نے بہت سے باریک اور دقیق لطائف اور اسرار کو ظاہر فرمایا ہے اور اس میں اپنے والد ماجد کے اکثر مکتوبات کو بھی حل کیا ہے، آپ سے بہت کثرت کے ساتھ خوارق و کرامات ظہور پائے ہیں۔ آپ کی وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں ہوئی، آپ کا مزار پر انوار سرہند شریف میں ہے۔

۲۷۔ قُدْوۃ ارباب الکشف والیقین و سلطان الاولیاء

والمستقین مولانا الشیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت معصوم قدس سرہ کے آپ پانچویں صاحبزادے ہیں۔ ۱۰۵۵ھ آپ کا

سن ولادت ہے۔ آپ عالم باعمل ہمیشہ ماسوائے اللہ سے اعراض کئے ہوئے رہتے تھے۔ تحصیل علوم کے بعد طریقہ نقشبندیہ مجدد اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ آپ کا جذب قوی اور تصرف عالی ایسا تھا کہ لوگ آپ کے قوتِ توجہ سے مضطرب رہتے تھے۔ حسب الارشاد اپنے والد کے شہر دہلی میں آپ نے اقامت فرمائی۔ آپ مقبول خاص و عام تھے حتیٰ کہ سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر مع اپنی اولاد اور امراء کے آپ کے زمرہٴ مریدوں میں داخل ہوئے، اور آپ سے علم باطن کا استفادہ کئے، آپ کے فیض صحبت سے وہ ہمیشہ شب بیدار رہا کرتے تھے، آپ نے اپنے والد کو لکھا کہ عالمگیر میں ولایت لطیفہ انہی کی غالب ہے تو آپ کے والد ماجد حضرت معصوم صاحب نے بھی نظر کشف سے معلوم فرما کر تصدیق کی اور فرمایا کہ (بے شک سلطان عالمگیر کو ولایت لطیفہ انہی کی حاصل ہے) حضرت سیف الدین صاحب امر معروف و نہی عن المنکر میں اس رتبہ پر پہنچ گئے تھے کہ آپ جیسا کوئی شیخ بدعتوں کا مٹانے والا نہ ہوا، نہ اس وقت تھا۔ آپ کے زمانے میں بلاد ہند سے کل بدعتیں اٹھ گئیں، اسی واسطے آپ کے والد ماجد نے آپ کا نام محتسب اُمت رکھا تھا، ایک روز سلطان عالمگیر نے اپنے محل میں آپ کو دعوت دی، آپ نے ادائی سنت کے لئے دعوت قبول فرمائی، جب آپ شاہی قلعہ کے قریب پہنچے ہیں، یکا یک آپ کی نظر مبارک قلعہ کی دیوار پر پڑی، اس پر ایک تصویر پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی، یہ دیکھتے ہی فوراً واپس ہوئے، اس کی اطلاع عالمگیر کو دی گئی۔ سلطان عالمگیر نے اسی وقت اس تصویر کو توڑ دینے کا حکم کیا اور حضرت کو اپنے محل میں

لے آیا۔ روزانہ صبح و شام آپ کے باورچی خانہ سے ایک ہزار چار سواشخاص کھانا کھایا کرتے تھے، ہر ایک اپنے اپنے حسب مرضی، غرض آپ کے فیض باطنی اور ظاہری سے ہزار ہا غریب اور امیر فیض یاب ہوتے رہے اور سینکڑوں کامل و مکمل ہو کر نکلتے رہے۔ ایک آپ کا مرید مجلس سماع میں تھا بہت کچھ ضبط کیا لیکن برداشت نہ کر سکا، دل شق ہوا ہلاک ہو گیا، آپ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ سماع درد مندوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔ اسی لئے علماء نے سماع کو حرام ٹھہرایا ہے۔ آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص تقلیل غذا لے کر ناچا ہا، آپ نے فرمایا کہ اس طریقہ عالیہ میں تقلیل غذا کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پیران کبار نے اس طریقہ کی بناء دوام ۲ وقوف قلبی اور صحبت شیخ پر رکھی ہے، زہد اور مجاہدہ شاقہ کا نتیجہ اور ثمرہ خرق عادات اور تصرفات ہیں، ہم کو اس سے کام نہیں، غرض ہماری دوام ذکر اور توجہ الی اللہ اور اتباع سنت اور کثرت انوار و برکات ہے وہ سب دوام وقوف قلبی اور صحبت شیخ سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ ۱۰۹۵ھ میں آپ کی وفات شریف ہوئی اور شہر سرہند میں آپ کا مزار شریف ہے۔

## ۲۸۔ حضرت شیخ حافظ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں، اور شیخ محمد معصوم قدس سرہ کے خلیفہ، آپ کے فیض باطنی سے بہت لوگ فیضیاب ہوئے ہیں، علوم ظاہری میں آپ کے وقت دہلی میں کوئی آپ کا نظیر نہیں تھا، ایسا ہی آپ ورع و

۱۔ غذا کو کم کرنا ۲۔ ہمیشہ دل کو ذکر میں مشغول رکھنا۔

تقویٰ وزہد و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے، آپ کی وفات ۱۱۴۷ھ میں ہوئی۔

## ۲۹۔ حضرت مولانا سید السادات سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے، نسبت نقشبندیہ مجددیہ شیخ سیف الدین قدر سرہ سے حاصل کی، پھر شیخ حافظ محمد حسن قدس سرہ کی خدمت شریف میں برسوں رہ کر تحصیل فیوض کرتے رہے۔ پھر آپ پر ایسی حالت استغراق طاری ہوئی کہ پندرہ برس تک بجز اوقات صلوٰۃ کے بالکل مغلوب الحال رہے، صرف نماز پنج گانہ کے وقت ہوٹل آجاتا تھا، آپ اتباع سنت کرنے میں اور کما ع و رع و تقویٰ میں اپنے اقران پر ممتاز تھے۔ کتب سیر و اخلاق کا ہمیشہ مطالعہ کر کے سنن اور آثار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں رہتے جو سنت ملتی اس پر ہمیشہ مداومت فرماتے تھے، ایک وقت بیت الخلاء میں جاتے وقت خطاً سیدھا قدم خلاف سنت پہلے رکھا گیا، اس خلاف سنت سے آپ کے باطنی احوال پر بہت بُرا اثر پڑا، تین روز تک قبض عظیم رہا، آپ نے بہت ہی تضرع کی بعدہ بسط کی حالت پیدا ہوئی، غذائے حلال کے لئے بہت ہی اہتمام فرماتے تھے، چونکہ طعام اغنیاء شبہ سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے کسی غنی کا کھانا عمر بھر تناول نہیں فرمایا، ایک روز کسی دنیا دار کے پاس سے کھانا آیا، فرمایا کہ اس کھانے سے ظلمت ظاہر ہو رہی ہے۔ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بابا مظہر! ذرا اس طعام کو دیکھنا کیسا ہے؟ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہ نے توجہ کے بعد فرمایا حضور! طعام نو

حلال پیسہ کا ہے لیکن ریا کی وجہ سے اس میں ظلمت پیدا ہو گئی ہے، جب کسی دنیا دار سے کتاب مستعار لیتے تین دن تک اس کا مطالعہ نہیں کرتے اور ارشاد فرماتے کہ اس کتاب کی جلد اور غلاف میں صحبت اغنیاء کی ظلمت اثر کر گئی ہے، تین دن کے بعد جب اس کو آپ کی صحبت کی برکت نورانی کرتی تو اس وقت مطالعہ فرماتے۔ کمال تو زرع! اور اتباع سنت ایسی آپ پر غالب تھی کہ آپ کے دسترخوان پر عمر بھر دو سالن نہیں جمع ہوئے، آپ کی نفس قدسیہ پر کسی کی مدح اور ذم کا بالکل اثر نہیں ہوتا تھا۔ رضا و تسلیم الی القضا آپ کا ہمیشہ شیوہ تھا۔ گیارہویں ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رَوْحُ اللہ رُوحَهُ وَ نُورَ صَرِيحَهُ وَ أَفَاضَ عَلَيْنَا مِنْ مَّ بَرَكَاتِهِ۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو راحت و آرام میں رکھے اور ان کی قبر شریف کو نور سے بھر دے اور ان کے برکات ہم پر جاری کرے۔

۳۰۔ قیوم طریقہ احمدیہ محی السنۃ النبویہ فرید عصر و حیدر حضرت مولانا شمس

الدین حبیب اللہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوی ۲ سید ہیں۔ بذریعہ محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اٹھائیسویں واسطہ پر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے جا ملتے ہیں، آپ کی ولادت ۱۱۱۱ھ میں جمعہ کے دن رمضان المبارک کی گیارہویں تاریخ کی ہوئی، کم سنی ہی سے آثار رشد و ہدایت اور

التقویٰ ۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے سوا دیگر ازواج سے ہوئی ہے، اُن کو علوی سادات کہتے ہیں۔

انوار درایت و ولایت آپ کی جبین مبارک سے ظاہر تھے، آپ کے والد ماجد فقیر مشرب تھے، انھوں نے آپ کی تعلیم و تربیت میں بہت ہی اہتمام فرمایا، جمیع فنون اور صنائع میں بھی یکتائے روزگار بنایا، حتیٰ کہ آپ کپڑوں کے سینے میں بھی کمال رکھتے تھے، صرف ایک پانجامہ کو پچاس طرح سے قطع کرتے تھے، خود آپ فرماتے ہیں کہ اگر بیس شخص تلوار کھینچ کر مجھ پر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک چھوٹی سی لکڑی ہو تو ان بیسوں سے ہتھیار رکھوالوں گا، آپ نے نو سال کی عمر میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں بہت ہی الطاف فرماتے ہوئے دیکھا۔ غرض آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں کل علوم عقلیہ اور نقلیہ سے فراغت پائی، لڑکپن ہی سے آپ عاشق مزاج واقع ہوئے تھے اس لئے آپ شاعری میں بھی شہرہ آفاق تھے۔ غزلیات اور اشعارِ شوق میں آپ کا دیوان فارسی نہایت پر مذاق موجود ہے۔ اتباع سنت کی رغبت آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھردی گئی تھی، علم باطن کا شوق اور محبوب حقیقی کی طلب بے چین کرنے لگی، اس لئے کسی کامل کی تلاش تھی، اپنے والد کو دیکھا تو شیخ عبدالرحمن قادری قدس سرہ کے معتقد اور مرید پایا۔ ایک روز اپنے والد کے ساتھ شیخ عبدالرحمن قدس سرہ کے پاس گئے، ان کو باوجود صاحب کرامات ہونے کے افعال صلوٰۃ میں تساہل کرتے پایا۔ آپ فرماتے ہیں میرے دل نے کہا کہ سنت مصطفوی کا تارک کہیں مقتدا بن سکتا ہے؟ شیخ عبدالرحمن کو جب سنتوں کا خیال نہیں ہے تو میں ان کو اپنا مقتدا کیوں کر بناؤں۔ اس وجہ سے مجھ کو ان سے نفرت ہو گئی۔ لیکن یہ ڈر لگا ہوا تھا کہ والد کہیں مجھ کو مجبور کر کے شیخ عبدالرحمن صاحب



کا مرید نہ کرادیں، ایک روز میں نے والد سے پوچھا کہ شیخ عبدالرحمن صاحب افعال صلوٰہ میں کیوں مسابہت کرتے ہیں، والد نے اس کا جواب دیا کہ وہ مغلوب السکر ہیں، اس لئے معذور ہیں، میں نے کہا اچھے مغلوب السکر ہیں، نماز کے وقت تو سکر کا غلبہ رہتا ہے، باقی دوسرے احوال اور اوقات میں بھلے چنگے ہو جاتے ہیں۔ والد میری اس تقریر سے متحیر رہ گئے اور فرمایا خدائے تعالیٰ تم کو فہم و ذکاوت اور دے، تم نے تو ہمارے شیخ پر بھی اعتراض کر دیا۔ اُس وقت وہ بات رفع دفع ہو گئی۔ لیکن آئندہ کے لئے والد کو جو خیال تھا کہ مجھ کو شیخ عبدالرحمن صاحب کا مرید کرادیں وہ جاتا رہا۔ اسی اثناء میں سید السادات سید نور محمد صاحب بدایونی کے اوصاف جمیلہ میرے گوش گزار ہوئے اور دل میں حضرت کی ملاقات کا شوق دن بدن بڑھتا چلا گیا غرض کہ جب میں حضرت بدایونی قدس سرہ کی خدمت شریف میں پہنچا تو حضرت کو کمال تشرع و اتباع سنت و تخلق باخلاق اللہ میں جیسا کہ سنا تھا اس سے بدرجہا زاید پایا۔ حضرت نے فرمایا بابا! تم کس غرض سے آئے ہو، میں نے عرض کی کہ غلاموں میں شریک ہونا چاہتا ہوں، فوراً حضرت نے خلاف عادت بے استخارہ کئے زمرہ میں مریدوں کے شامل فرمایا، پہلے ہی توجہ میں میرے کل لطائف خمسہ جاری ہو گئے، پھر تو آپ کی صحبت کی برکت سے میرا کھانا چھوٹا اور نیند گئی، مخلوق کے اختلاط سے نفرت ہونے لگی، دیرانوں میں ننگے سر اور ننگے پیر گھومتا پھرتا تھا، نہایت بھوک کے وقت درختوں کے پتے چبا کر بسر کرتا اور اسی کو اپنا رزق

بناتا۔ لکھتے ہیں کہ آپ باطن میں اس قدر تاثر تام پیدا ہو گیا کہ آئینہ میں اپنے آپ (اپنے شیخ کی صورت و ہیئت میں دیکھا کرتے، اگر کبھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) تذکرہ چھیڑا جاتا تو آپ حضرت صدیق اکبر کو علانیہ تشریف فرما اپنے سر کی آنکھوں سے معائنہ فرماتے، الحاصل آپ حضرت بدایونی قدس سرہ کی خدمت مبارک میں چار سال تک حاضر اور ریاضت فرماتے رہے۔ آخر کار تعلیم طریقہ اور خرقہ صوفیہ سے سرفراز ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت بدایونی قدس سرہ کا وصال ہو گیا، گو آپ خلیفہ ہو چکے تھے لیکن ابھی سیرابی نہیں ہوئی تھی اور طلب وہی تھی، اس لئے آپ اپنے شیخ بدایونی قدس سرہ کی قبر شریف سے چھ سال تک فیض حاصل کرتے رہے ایک روز آپ نے خواب میں اپنے شیخ بدایونی قدس سرہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں بابا مظہر! اگرچہ قبور سے فیض حاصل کر سکتے ہیں، لیکن عادت اللہ یوں ہی جاری ہوئی ہے کہ تکمیل کسی زندہ سے کی جائے، اس لئے تم کسی زندہ شیخ سے اپنی تکمیل کر لو، غرض رویا میں کئی بار اپنے شیخ کا حکم پا کر کسی کامل کی تلاش میں آپ کو نکلنا پڑا۔ آپ کے ارادت مند دل نے شیخ شاہ گلشن صاحب کی صحبت میں چندے رہنا چاہا، لیکن خود شاہ گلشن صاحب نے عذر کیا کہ میں ملامتی فقیر ہوں اور آپ پر اتباع سنت غالب ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ کسی اور کے طرف رجوع فرما دیں۔

اس کے بعد آپ نے قطب زماں محمد زبیر صاحب کی صحبت اختیار کی۔ حضرت زبیر صاحب آپ کے حال پر بہت کچھ التفات فرماتے رہے، ایک روز حضرت زبیر

صاحبِ قدس سرہ نے فرمایا کہ اس طریقہ میں دو امانتیں صحبتِ شیخ ضرور ہے اور بعد مسافت کی وجہ آپ ہم سے ہر روز نہیں مل سکتے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ حضرت بدایونی سے آپ کو نسبت حاصل ہوئی ہے اسی کی حفاظت کرتے رہو، اور اسی نسبت کو مجاہدہ سے بڑھاتے رہو تو کافی ہے، مقدر آپ کو کچھ اور بنانا چاہتا تھا۔ ایسے ارشاد سے آپ کو سیری ہرگز نہیں ہو سکتی تھی نہ ہوئی۔ اس لئے آپ نے حضرت حاجی محمد افضل صاحبِ قدس سرہ کی طرف رجوع فرمایا۔ حاجی صاحب نے کہا بابا مظہر! تمہارا سلوک نہایت ہی بصیرت سے طئے کرایا گیا ہے، تم کو کشف مقامات حاصل ہے، مجھے نہ ویسا کشف ہے نہ علم مقامات ہے، پھر تم کو مجھ سے کیسے فائدہ ہوگا، گو حاجی صاحب اس طرح فرماتے رہے لیکن آپ بیس سال تک حاجی صاحب کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ فوائد حاصل کئے۔ آپ کی نسبت میں بہت بڑی قوت پیدا ہو گئی، اُن ہی دنوں آپ نے حاجی صاحب سے فنِ حدیث کی بھی تکمیل فرمائی۔ حاجی صاحب کو ذکر حدیث کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میں استغراق تام ہو جاتا تھا، اور کچھ ایسے انوار و برکات اس وقت ظاہر ہوتے تھے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ حاجی صاحب دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مشاہدہ کر رہے ہیں، اور فیضِ صحبت سے مستفیض ہو رہے ہیں، یہی آپ کے لئے حاجی صاحب سے تکمیل حدیث کا باعث ہوا، بعد ازاں آپ حضرت حافظ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارہ سال تک پڑے رہے۔ ان ایام میں آپ نے حافظ

صاحب کی نعلین برداری کی خدمت اپنے ذمہ کر لی تھی، حافظ صاحب کے فیض باطنی کی وجہ سے آپ کی نسبت میں بہت کچھ وسعت ہو گئی جبکہ حافظ صاحب بہ سبب بڑھاپے اور ناتوانی کے توجہ دینے سے معذور ہو گئے تو آپ نے حضرت شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سہمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع فرمایا۔ حضرت محمد عابد صاحب کی خدمت میں آٹھ سال رہنے سے حسب مرضی آپ کی تکمیل ہو گئی۔ ایک روز حضرت عابد صاحب نے فرمایا: بابا مظہر! ہم اور تم گویا دو آفتاب ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس کا نور غالب ہے اور کس کا مغلوب، بہتر یہ ہے کہ تم اس نور سے عالم کے دلوں کو نورانی بناؤ۔ قادر یہ اور چشتیہ اور سہروردیہ تینوں طریقوں کی بھی ہم نے تم کو اجازت دے دی ہے اسی واسطے حضرت ولی اللہ صاحب شیخ وقت محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ مرزا جان جانان کے زمانے میں مثل ان کے نہ کسی اقلیم میں کوئی تھا، نہ کسی شہر میں۔

غرض آپ ان چاروں شیوخ سے فیض لینے کے بعد مسند خلافت پر رونق افروز ہو کر طالبین کے دلوں کو جو ہر طرف سے چلے آتے تھے منور فرماتے رہے۔ آپ کمال زہد و توکل سے متصف تھے آپ کو استغناء تام دنیا اور اہل دنیا سے حاصل تھا، آپ کسی کے ہدایا قبول نہیں فرماتے تھے آپ کو کشفِ کونی ۱ اور کشفِ الہی ۲ اور کشفِ قبول اور کشفِ مقامات سب کچھ حاصل تھے منجملہ آپ کے انفاس قدسیہ (نصائح) کے یہ ہیں:

(۱) طعام اغنیاء کی ظلمت نسبت باطنی کو مکر کر دیتی ہے۔

(۲) سلوک سے غرض محبتِ الہی کا حاصل کرنا ہے، کبھی فرط محبت بے کسب کے منجانب اللہ بھی حاصل ہو جاتی ہے اس میں بندہ کو کچھ اختیار نہیں۔ لیکن طالب پر بھی فرض ہے اور اولیاء اللہ کا بھی یہی طریق رہا ہے کہ محبتِ الہی حاصل کرنے کے لئے نفس کے خواہشات چھوڑ کر ذکرِ خدا کی کثرت اور مداومت کرے، کیوں کہ قلب بے ذکر کثیر برزمنور نہیں ہوتا۔ اگر ذکر کثیر کی برکت سے اثناء ذکر میں غیو بیت یا کوئی اور کیفیت پیدا ہو تو اس کی حفاظت میں بے حد کوشش کرے، اگر وہ کیفیت مخفی ہو جائے تو نہایت ہی تفرع اور کمال انکسار سے ذکر میں کثرت اور مداومت کرے حتیٰ کہ وہ کیفیت حاصل اور حضور دائمی ہو جائے۔

(۳) کل اولیاء اللہ کی تعظیم اور عام مشائخ کرام کی محبت لازم اور ضروری ہے اگر کسی نے غایت محبت سے اپنے شیخ کو اوروں سے افضل ہونے کا صرف استفادہ کی غرض سے اعتقاد کیا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۴) اگر کوئی دقائقِ تقویٰ پر عمل نہ کر سکے تو وہ مُحَدَّثاتِ امور اور بدعات سے بچتا ہو صرف فقہی روایات پر عمل کرے تو یہ بھی غنیمت اور اس زمانے میں کافی ہے۔

(۵) اپنے اوقات کو ذکر اور عبادت سے معمور رکھے اور اپنی قوتِ مدرکہ کو غیر خدا کی طرف ملتفت ہونے سے ہمیشہ بچاتا رہے اور اپنے سر اور ہمت کو لفظ جَلَّالہ (اللہ) کے مفہوم سے کبھی خالی نہ رکھے، حُثی کہ ملکہ حضورِ راسخ ہو جائے۔

(۶) حاصل سارے تکلفات سے یہ ہے کہ اپنے اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مکارم اخلاق کے موافق ہو جائیں اس لئے طالب کو چاہیے کہ تکرار کلمہ کے وقت ہر ایک صفت ذمیرہ کو کئی روز تک کلمہ لا سے نفی کرتا جائے اور بجائے اس کے محبت الہی کو **إِلَّا اللّٰہ** کے وقت جماتا رہے۔

(۷) خواہش نفسانی کا خلاف کرنے سے حال ۱۔ 'مقام ۲ ہو جاتا ہے۔

(۸) دوام مراقبہ سے \_\_\_\_\_ باطنی نسبت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ذکر تہلیل کی کثرت \_\_\_\_\_ صفات بشریہ کو فنا کرتی اور سیر و سلوک میں

نہایت مفید ہوتی ہے اور اس کی بدولت مسافت **لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ**

طریق نہایت آسانی سے قطع ہوتی ہے۔

درود شریف کی کثرت سے \_\_\_\_\_ واقعات حسنہ ظاہر ہوتے ہیں۔

کثرت نوافل سے \_\_\_\_\_ انکسار و تواضع پیدا ہوتا ہے۔

قرآن شریف کی تلاوت \_\_\_\_\_ صفائی اور نور زیادہ کرتی ہے۔

ذکر اسم ذات کی کثرت \_\_\_\_\_ نسبت جذبہ الہیہ پیدا کرتی ہے۔

(۹) ذکر تہلیل سلوک کے لئے نہایت موثر ہے بشرطیکہ ہر وقت معنی کا لحاظ رہے

ورنہ صرف تکرار لفظ ذخیرہ ثواب ہے اور بس۔

(۱۰) یہ یاد رکھنے کے بات ہے کہ لوگ جو نسبت مجددیہ سے انکار کرتے ہیں اس کی

وجہ یہ ہے کہ یہ نسبت مجددیہ نہایت لطیف اور بے لون ہے لوگ اس کا ادراک نہیں کر

سکتے۔ اس لئے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حتیٰ کہ خود سالک جب سلوک ختم کرتا ہے تو وہ یہ نہیں

سمجھتا کہ میں کمالات تک سیر کر چکا بلکہ اس کو شک ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے

۱۔ حال وہ کیفیت جو آتی جاتی رہے۔ ۲۔ مقام وہ کیفیت جو قائم رہے۔

سیر و سلوک منقطع کر دیا ہے۔

چاروں شیوخ سے فیض یاب ہونے کے بعد تیس سال تک لکھو کھا ولوں کو نورانی بنا کر اور سینکڑوں کو مسند خلافت پر بٹھا کر یہ آفتاب ولایت (حضرت مرزا جان جاناں سد سرّہ) دسویں محرم ۱۱۹۵ھ شب شنبہ بعد مغرب ظالموں کے ہاتھ سے اپنے خون میں آپ غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ آپ کی تاریخ وفات عَاشَ حَمِیدًا وَّ مَاتَ شَہِیدًا (تعریف کے قابل زندگی ربی اور سوت شہادت کی ہوئی) ہے اور بعضوں نے تاریخ وفات اس آیت سے نکالی ہے۔ اُولَئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ۔ (یہ لوگ اُن کے ساتھ رہیں گے جن کو اللہ نے اپنی نعمت دی ہے) یہ ذخیرہ معرفت و ولایت شہر دہلی میں دفن ہوا، آپ کا مزار شریف زیارت گاہ خلّاق ہے۔

۳۱۔ قُطْبُ فَلَکُ الارشاد غوث الابدال والا و تادمجدو  
المائۃ الثالث عشر نائب خیر البشر مولانا شیخ شاہ عبداللہ  
المعروف بہ غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آپ کا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ قصبہ تبالہ علاقہ پنجاب میں آپ پیدا ہوئے، آپ کے والد ماجد شیخ عبداللطیف نے آپ کے پیدا ہونے سے قبل سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے بعد اللطیف تم کو لڑکا

پیدا ہوگا اس کا نام ہمارا نام رکھنا آپ کے پیدا ہونے کے بعد حسب الحکم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے آپ کے والد نے آپ کا نام علی رکھا۔ لیکن جب آپ سن تمیز کو پہنچے تو اپنا نام ادباً آپ نے غلام علی رکھا اور یہی مشہور ہو گیا اور آپ کے چچا کو خواب میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھتیجے کا نام عبداللہ رکھنا اور اس ارشاد کی تعمیل کے لئے آپ کا دوسرا نام عبداللہ قرار پایا۔

شیخ ناصر الدین قادری جنہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کی ایک زمانہ تک صحبت پائی تھی وہ آپ کے والد کے شیخ ہیں آپ کے والد نے آپ کو اپنے شیخ سے بیعت کرنے کے لئے وطن سے بلایا۔ جس رات آپ والد کی خدمت میں پہنچے ہیں اسی رات شیخ ناصر الدین قدس سرہ نے وفات فرمائی۔ آپ کے والد نے آپ کو دیکھ کر کہا بابا! جس غرض سے ہم نے تم کو بلایا تھا وہ موقع جاتا رہا اب تم کو جہاں کہیں کوئی کامل ملے اس سے سلوک ملے کر لو۔ گو اس وقت دہلی حضرات شیوخ سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن آپ کے قلب کو کسی طرف میلان نہ ہوا، یوں ہی گھومتے گھومتے حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خانقاہ پر گزر ہوا، اس وقت آپ کی عمر شریف بائیس سال کی تھی، آپ کا دل حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کا گرویدہ ہو گیا، آپ نے مرید ہونے کی درخواست کی، مرزا صاحب نے فرمایا بابا! یہاں کی بے نمک مجلس ہے کہیں اور جگہ ذوق شوق کی مجلس ڈھونڈو آپ نے فرمایا حضور مجھے یہی مجلس منظور ہے۔ اسی در کی غلامی کو چاہتا ہوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا ایسا ہے تو آؤ بیعت کر لو غرض آپ بیعت کر کے



مرزا صاحب کے حلقہ ذکر و مراقبات میں کمال ریاضت اور شاقہ مجاہدات کے ساتھ پندرہ برس گزار دیئے، فقر و فاقہ پر صبر کئے ہوئے ذکر کی کثرت اور استغفار پر مداومت فرماتے رہے، تہلیل لسانی! اور اسم ذات اور اوراد نماز کے علاوہ نفی ۳۱ و اثبات قلبی دس ہزار اور قرآن کریم کے دس جزو کار و زانہ معمول تھا، کچھ ذریعہ معاش کا تھا آپ نے اس کو بھی ترک فرما کر بالکل توکل اختیار فرمایا، آپ کے حجرہ میں بجز ایک پرانی حیر اور ایک اینٹ کے جس کو بجائے تکیہ کے سرہانے رکھ لیا کرتے تھے اور کچھ نہ تھا۔

سنتوں پر پورا پورا عمل تھا۔ شیخ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حدیث کی سند لی، اور اپنے مرشد کی حضوری میں قرآن کا حفظ کئے۔ لیکن ہمیشہ اس کو مخفی رکھا، کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ آپ بہت ہی کم کھاتے اور کم سوتے تھے۔ اپنے مریدوں میں سے کسی کو تہجد کے وقت غافل پاتے تو اس کا جگادیتے تھے۔ اغنیاء کے کھانے سے نہایت نفرت تھی، اگر کسی غنی کے پاس سے کھانا آ گیا تو اس کو نہ خود کھاتے اور نہ کسی مرید کو کھانے دیتے بلکہ اس کو پڑوس میں تقسیم فرما دیتے، اکثر آپ ذکر و مراقبہ میں تمام تمام رات ہوشیار رہتے، ادائی سنت کے لئے آپ احتباء ۳۱ کئے ہوئے بیٹھتے، اگر نیند آ جاتی تو یوں ہی احتباء کئے ہوئے سو جاتے، پاؤں لائے ہوئے آپ بہت کم سوتے تھے، حتیٰ کہ آپ کا انتقال بھی اسی احتباء کی حالت میں ہوا۔ حیا اس قدر آپ پر

۱۔ تہلیل لسانی سے مراد زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا۔ ۲۔ دل سے لا الہ الا اللہ کہنے کو نفی اور اثبات قلبی کہتے ہیں۔

۳۔ ہاتھوں سے یا کپڑے سے گوٹ مار کر ایسا بیٹھنا جیسے عرب اکثر بیٹھا کرتے ہیں اس طرح بیٹھنا مسنون ہے اسی کو احتباء کہتے ہیں۔

غالب تھی کہ آپ اوروں کی صورت نظر بھر کیا دیکھتے خود اپنی صورت آپ آئینہ میں کبھی نہیں دیکھے۔ اگر کوئی حاجت مند آپ کی مملوکہ شی اٹھاتا تو آپ اس کے طرف سے مزہ پھیر کر انجان ہو جاتے تھے اکثر ایسا ہوتا کہ جو کوئی آپ کی کتاب اٹھا لیتا پھر آپ کے پاس بیچنے کے لئے لاتا آپ اس کو قیمت دے کر وہ کتاب لے لیتے اگر احیاناً کوئی شخص وہ کتاب اور اس پر کی علامت دیکھ کر ٹوکتا تو آپ اس کو روکتے اور فرماتے کہ یہ ایک کاتب دو کتاب نہیں لکھ سکتا۔ ممکن ہے کہ ہماری کتاب کا کاتب اس کتاب کو بھی لکھ ہو آپ موٹے کپڑے پہنتے اگر کوئی آپ کے پاس نفیس کپڑے بھیجتا تو آپ اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے متعدد موٹے کپڑے خریدتے ایک اپنے پاس رکھ کر باقی خیرات کر دیتے اور فرماتے چند اشخاص کا نفع اٹھانا ایک شخص کے نفع اٹھانے سے بہت بہتر ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس کی طرح آپ کی مجلس مبارک تھی کہ کبھی آپ کی مجلس میں دنیا اور اہل دنیا کا نام تک نہیں لیا گیا اگر کوئی آپ کے سامنے کسی کی غیبت کرتا تو آپ فرماتے کہ کسی نہ کسی کی غیبت کے بغیر تمہارا دل نہیں بہلتا ہے تو سب سے بُرا میں ہوں میری بُرائی کرتے ہوئے دل بہلاؤ۔ لیکن میرے سامنے کسی کی غیبت نہ کیا کرو۔ ایک روز آپ روزہ تھے کسی نے آپ کے سامنے سلطان شاہ عالم کی غیبت کی آپ نے فرمایا افسوس میرا روزہ ٹوٹ گیا کسی نے کہا حضور آپ نے تو غیبت نہیں کی پھر کیسے روزہ ٹوٹا۔ فرمایا گو میں نے کسی کی غیبت نہیں کی ہے لیکن غیبت سُنی تو ہے۔ غیبت کہنے اور سننے کا ایک ہی حکم ہے۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کی عادت تھی۔ امر

معروف اور نہی منکر کے وقت کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہیں فرماتے تھے۔ امیر اور فقیر کی آپ کے سامنے اس وقت ایک ہی حیثیت رہتی تھی۔ بادشاہ وقت اور بہت سے امراء آپ کی خانقاہ کے لئے وظیفہ مقرر کرنا چاہتے مگر آپ ان کو یہ آیت وَفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوعَدُونَ تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ ہو رہا ہے وہ آسمانوں میں ہے) سنا کر صاف انکار کر دیتے تھے۔ خدا کی قدرت غیب سے کچھ ایسا سامان ہو جاتا تھا کہ روزانہ قریب دو سو اشخاص آپ کی خانقاہ سے کھانا کھاتے تھے۔ آپ کے دل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت عشق کے درجہ کو پہنچ گئی تھی۔ اگر کوئی آپ کے سامنے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام لیتا تو آپ کمال عشق سے بے چین و مضطرب ہو جاتے تھے قرآن مجید پڑھتے وقت اسرار قرآن شریف کثرت کے ساتھ آپ کے قلب مبارک پر اٹھنے چلے آتے تھے اس لئے قرآن عظیم کی قرأت سے آپ کو نہایت ذوق ملتا تھا۔ شیخ ابوسعید قدس سرہ سے صلوة اذاین اور تہجد میں کثرت سے قرآن شریف سنتے تھے اکثر شوق و ذوق سے آپ پر وجد کی حالت طاری ہوتی مگر آپ کوہ تمکین بنے ہوئے اپنی ہی جگہ پر ثابت و مستقل رہتے تھے ایک روز ایک قصہ کے پیرایہ میں فرمایا کہ وجد و حال خلاف سنت ہے۔ اس سے حتی الامکان نفس کو روکنا چاہئے باوجود ان کمالات کے آپ کی طبیعت میں تواضع و انکسار اس حد تک تھا کہ ایک روز ایک کتا آپ کے حجرہ میں آگیا آپ نے فرمایا الہی میں تیرے اولیاء کا تو سل لینے کے قابل نہیں ہوں تو اپنی اس مخلوق کے طفیل سے مجھ پر

رحم فرما۔ غرض آپ اپنے شیخ کی جگہ مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے، لوگ دُور دور سے آکر فیض یاب ہوتے رہے حتیٰ کہ بعضوں کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ تم غلام علی کے پاس جا کر فیض لو۔ اولیاء کرام بھی بہت سے سالکوں کو آپ کا نام و پتہ بتا کر فیض لینے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ آپ کے کشف و کرامات اور خوارقِ عادات و ارشادات بے حد و بے پایاں ہیں۔

## منجملہ آپ کے انفاس قدسیہ کے یہ ہیں

(۱) آپ فرماتے تھے کہ لفظ فقر میں فاء سے فاقہ اور قاف سے قناعت اور راء سے ریاضت ہے، جو ان تینوں کے پورے پورے حقوق ادا کرے گا وہ فاءِ فضل الہی اور قافِ قربتِ محبوبِ حقیقی، اور راءِ رحمتِ حق سے کامیاب ہوگا ورنہ فاءِ فضیحت اور قافِ قہر اور راءِ رذالت میں مبتلا ہوگا۔

(۲) اس طریقہ میں ان چار چیزوں کی نہایت ضرورت ہے

- ۱۔ یدِ مکسورہ، یعنی ٹوٹا ہوا ہاتھ اس طرح کے سوال کا ہاتھ غیر خدا کی طرف نہ پھیلے۔
- ۲۔ رجلِ مکسورہ، اس طرح کے بابِ مولیٰ کو چھوڑ کر بابِ اغنیاء پر نہ جاسکے۔
- ۳۔ دینِ صریح، اس طرح کہ آدابِ دین میں سے کچھ نہ چھوٹے۔
- ۴۔ یقینِ صحیح، اس طرح کہ کسی طرح کا شک اس کو نہ عارض ہو سکے۔

(۳) ذوق و شوق اور کشف و کرامات کا طالب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا طالب نہیں

ہے، صوفی کو تو چاہیے کہ دنیا و آخرت کو پس پشت چھوڑ کر ہمہ تن اپنے مولیٰ کا ہو رہے۔ سب سے منہ پھیر کر اسی کی طرف متوجہ رہے۔

(۴) بیعت تین قسم کی ہوتی ہے، ایک بیعت تو مشائخ کرام سے حصول توسل کے

لئے کی جاتی ہے، اور دوسری بیعت سے مقصود معاصی سے توبہ کرنا ہوتا ہے، اور تیسری بیعت کسب نسبت اور وصول الی اللہ کی غرض سے کی جاتی ہے۔

(۵) لوگ چار قسم کے ہیں، عدیم المروۃ، صاحب المروۃ، صاحب الجود، فرد۔

۱۔ عدیم المروۃ، طالب دنیا ہے۔

۲۔ صاحب المروۃ، طالب عقبیٰ ہے۔

۳۔ صاحب الجود سے مراد عقبیٰ اور مولادونوں کا طالب ہے۔

۴۔ فرد وہ ہے جو فقط مولیٰ کا طالب ہو۔

(۶) اولیاء اللہ کے تین قسم ہیں۔ ارباب کشف و عرفان۔ ارباب ادراک و وجدان

یعنی جو اپنے احوال و عرفان سے باخبر ہوں۔ ارباب جہل و نکران یعنی جو

احوال و عرفان حاصل ہوتے ہیں، ان سے ان کو بالکل خبر نہیں ہوتی ہے۔

عقل کی دو قسمیں ہیں، نورانی۔ ظلمانی۔

عقل نورانی، وہ عقل ہے جو بغیر کسی کی رہنمائی کے مقصود تک پہنچ جائے۔

عقل ظلمانی، وہ عقل ہے جو مرشد کے سراج ہدایت کی روشنی میں راہ چلے۔

(۷) طالب کو چاہیے کہ اپنے مطلوب سے ایک لمحہ غافل نہ رہے۔

شعر: هَذَا شَرَابٌ مُحِبَّةٌ يَا خُسْرُو مِنْ غَيْرِ مَسْذُلِ الرُّوحِ كَيْفَ تَذَوُّقُهُ  
(یعنی) خسرو یہ محبت کی شراب ہے بے جان دیے کہیں اس کا مزہ چکھ سکتے ہو۔

(۸) اس منطقی شکل اول سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ نہایت ہی خوفناک ہے انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ یہ نتیجہ پیش نظر رکھے۔

شکل: حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ كُفْرٌ  
دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے اور ہر خطا کی جڑ کفر ہے۔  
نتیجہ: حُبُّ الدُّنْيَا كُفْرٌ دنیا کی محبت کفر ہے۔

۹۔ اس طریقہ مجددیہ میں چاروں نہریں یعنی نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ بہت زور و شور سے بہہ رہی ہیں، لیکن نقشبندیہ غالب ہے۔

۱۰۔ طریقہ نقشبندیہ میں چار چیزیں حاصل کی جاتی ہے، اور انہیں چار چیزوں کے حاصل کرنے کی سالک کو جان توڑ کر کوشش کرنی چاہئے، کیوں کہ انہیں چار چیزوں کے مجموعہ کا نام طریقہ نقشبندیہ ہے وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ ۱۔ بے خطرگی، ۲۔ دوام حضور، ۳۔ جذبات، ۴۔ واردات۔ آپ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

نان جویں و خرقہ بشمین و آب شور سیپارہ کلام و حدیث پیبری  
جو کی روٹی، کبیل کی گدڑی اور نمکین پانی۔ قرآن کے تیس پارے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث (پاس ہیں)۔

۱۔ وساوس آنا بند ہو جائیں۔ ۲۔ ہمیشہ ایسی حالت رہے گویا خدا کے سامنے ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف عاشقانہ کشش۔ ۴۔ کیفیات جو قلب پر آتے رہتے ہیں۔

ہم نسخہ دو چار زعلی کہ نافع است دردین نہ لغو بو علی وژاثر عنصری  
اور دو چار نسخے ایسی کتابوں کے بھی رہیں جو دین میں نفع دینے والی ہوں۔ بو  
علی سینا کے لغویات اور عنصری کا بے ہودہ کلام پاس نہ رہے اس لئے کہ ہم کو اس کی  
ضرورت نہیں ہے۔

تاریک کُلبہ کہ پئے روشنی آں بے ہودہ ملتے نہ برد شمع خاوری  
اندھیری جھونپڑی کہ اس میں روشنی کے لئے آفتاب کا احسان نہ اٹھانا پڑے۔  
بایکد و آنتا کہ نیز زو بہ نیم جو ورپیش چشم ہمت شاں ملک سنجر  
ایسے دو تین دوست بھی رہیں کہ جن کی ہمت عالی کے سامنے سلطنت سنجر  
بھی آدھے جو کے برابر قیمت نہ رکھے۔

ایں آں سعادتیت کہ حسرت برو بر آں جو یائے تخت قیصر و ملک سکندری  
یہ وہ سعادت ہے کہ جس کو حاصل ہوتی ہے اس کو دیکھ کر تخت قیصر و ملک سکندر کا  
خوابش رکھنے والا بھی حسرت کرتا ہے۔

لکھے زیر و لکھے بالا نے غم و ذر و د و نے غم کالا  
ایک چھوٹی سی لنگی نیچے اور ایک چھوٹی سی لنگی اوپر رہے تو نہ چور کا خوف اور نہ  
سامان کے حفاظت کی فکر۔

گزنک بوریا و پو سکتے دلھے پرز درد دوستکے  
ایک گزنک بوریا اور ایک چھوٹی سی پوستین اور ایک گودڑی بھی کہ جو اللہ کی محبت  
کے درد سے بھری ہوئی ہو۔

ایں قدر بس بود جمائی را عاشق رند لا اُبالی را  
جمائی کو اس قدر بس ہے کہ یہ عاشق رند لا اُبالی را۔

۲۲/ صفر ۱۲۴۰ھ روز شنبہ بعد اشراق احتباء کئے ہوئے جمال مولیٰ کے مشاہدہ

میں مستغرق اس جہان فانی سے آپ نے رحلت فرمائی، آپ کی تاریخ وفات (نور اللہ مضجعہ) ہے۔

۳۲۔ فرید عصر و حیدر ہر حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے پیدا ہونے کے پہلے ہی ایک بزرگ نے آ کے والدین کو خوشخبری دی تھی کہ تم کو ایک فرزند پیدا ہونے والا ہے، وہ درویش کامل ہوگا مگر ایک پاؤں سے معذور رہیگا آپ موضع اُچڑی ملک پگلی علاقہ پنجاب میں پیدا ہوئے، آپ قوم تاجیک سے ہیں (غیاث میں یہ لکھا ہے کہ ”تاجیک اولاد عرب کہ در عجم بزرگ شدہ باشد“ (عرب کی اولاد جو عجم میں بڑی ہوئی ہو) اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے آبا و اجداد نسل عرب سے ہیں عجم میں آ کر بود و باش اختیار کئے تھے، آپ بچپن ہی سے متقی اور اہل اللہ تھے اور ہمیشہ علم دین کے حاصل کرنے اور اعمال خیر بجالانے میں مشغول رہا کرتے، آپ کے والد نے آپ کو کسی تصفیہ کے لئے بھیجا تھا وقت واپسی اثناء راہ میں قریب سو مسلح شخص ملے اور آپ پر حملہ آور ہوئے، آپ کی دہلی شجاعت سے وہ لوگ پسا تو ہو گئے لیکن آپ کے بائیں قدم مبارک پر کاری زخم لگا۔ آپ کے والد نے آپ کا بہت



کچھ علاج کے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، آخر آپ نے بہ مجبوری اپنے والد سے اجازت لے کر علاج کے لئے کسی طرف کا سفر اختیار کیا، راہ میں آپ نے خواب دیکھا کہ دہلی میں ایک بزرگ ہیں وہ آپ کو فرماتے ہیں بابا سعد اللہ! تم کہاں جاتے ہو تمہارا علاج تو ہمارے پاس ہے۔ اس صدائے غیبی پر آپ کے دل مبارک میں دہلی کا ارادہ مصمم ہو گیا باوجود سخت تکلیف کے قطع منازل کرتے ہوئے شہر دہلی پہنچے اور اہل اللہ کی تلاش شروع کی۔ آخر جناب حضرت مولانا سیدنا شاہ غلام علی صاحب کی خدمت بابرکت میں باریاب ہوئے آپ نے جس شکل و شمائل کے بزرگ کو خواب میں بلاتے ہوئے دیکھا تھا۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب کو بعینہ ہم شکل انہیں کے پایا۔ شکر الہی بجالایا اور حضرت موصوف کے ہاتھ پر بیعت کی، لگاتار بارہ برس ریاضت و مجاہدہ میں اور ذکر و اشغال و مراقبات میں مشغول رہے جب آپ سلوک کے کل مراتب طے فرما چکے تو حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ نے کمال عنایت سے نقشبندیہ و قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و کبرویہ وغیرہ کل طریقوں میں اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، اس اثناء میں آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل و تحصیل اپنے پیر بھائی مولوی اخوند شیر محمد صاحب سے کی۔ ابتدائے زمانہ سے سلوک کے آخر تک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہ کے مزار مبارک پر ہر روز حاضر ہوتے اور فیض لیتے رہے، حرکات و سکنات، نماز و عبادات و عادات، غرض ہر چیزیں اتباع سنت کا کمال لحاظ فرماتے تھے۔ کسی نے آپ کو سر موسنت کا خلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت سید شاہ غلام علی صاحبؒ کی وفات ہی کے سال یا اس کے

دوسرے سال آپ نے حج کیا، راہ میں بہت سے بندگان خدا بیعت سے فیض یاب ہوئے۔ جب آپ حج اور مدینہ پاک کی زیارت کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا سعد اللہ! تم ہند میں جاؤ وہاں تم سے بہت لوگ فیض یاب ہونے والے ہیں، اس ارشاد کی تعمیل میں آپ ہند کا ارداہ فرما کر مدراس و کرنول ہوتے ہوئے حیدر آباد دکن تشریف لے آئے اور مسجد الماس میں قیام فرمایا جو حیدر آباد کے دروازہ علی آباد کے قریب واقع ہے، دو سال تک یہیں تشریف فرما رہے۔ دور دور سے طالبان حق حاضر ہو کر بیعت سے فیض یاب ہوتے رہے، مابعد آپ نے محمد جیون خاں قلعہ ارقلہ گولکنڈہ کے باغ میں سکونت اختیار فرمائی جو محلہ مغلیہ پورہ میں واقع ہے، یہاں بھی دو سال رہنے کے بعد محلہ اردو میں نواب جان کے باغ کا ایک بہت بڑا حصہ آپ نے خرید فرمایا۔ وہاں آپ کے لئے ایک مسجد بنائی گئی، آپ اس میں ستائیس رمضان المبارک ۱۲۴۹ھ کو رونق افروز ہوئے۔ بخارا، کابل، قندھار شریف، پشاور وغیرہ ملکوں سے طالبان حق آتے اور دو دیر بٹھ سو ولایتی اور ملکی طالبان حق خانقاہ شریف میں حاضر رہتے، دو وقتہ کھانا اور لباس ان سب کو آپ کے پاس سے ملتا۔ وہ لوگ ہر چیز سے بے فکر ہو کر رات دن نہایت فراغت سے اذکار و اشغال میں مشغول رہتے تھے، اکثر علماء کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا کہ شاہ سعد اللہ سے بیعت کرو اور ان سے فیض لو، وہ حاضر ہوتے اور فیوض باطنی سے سرفراز ہوتے۔ چونکہ مسجد خام تھی، اس لئے از سر نو تعمیر کر کے ۱۲۶۸ھ میں پختہ کر دی گئی جو آج تک موجود ہے۔

ہمیشہ آپ اسی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا حلیہ مبارک یہ ہے:- میانہ قد، چہرہ بدن، سرخ و سفید رنگ، چہرہ مبارک پر سفید نورانی ڈاڑھی گھیری ہوئی تھی، بال ڈاڑھی کے گھنے تھے، گو آپ کے قدم مبارک کو صدمہ پہنچا تھا لیکن عبادت کی قوت اللہ تعالیٰ نے اس قدر سرفراز فرمائی تھی کہ بڑے بڑے جواں مرد پہلوان و مرتاض حضرت کی عبادت کا عشر عشر بھی ادا نہ کر سکتے تھے۔ ذکاوت، ذہن، قوت حافظہ اور طمع رسا، جمیع علوم میں اس درجہ کمال رکھتے تھے کہ اگر کسی مسئلہ کی تشریح بغیر ملاحظہ کتاب کے فرماتے تو دوسرے علماء کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی اس مرتبہ کی تحقیق کو نہ پہنچ سکتے۔ اور فنون پہ گری سے بھی بہت کچھ واقف تھے۔ ایک بار آپ کے روبرو تیر اندازی کا تذکرہ ہوا، کسی نے اپنی مشاقی ظاہر کی، آپ نے تیر و کمان لے کر سات بار تیر مارے ہر وقت تیر نشانہ پر لگا، عقل سلیم کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص کیسے ہی نازک مقدمات میں آپ کے مشورہ اور رائے پر عمل کرتا تو کبھی خطانہ پاتا۔ کمالِ رحم مزاج مبارک میں اس درجہ کا تھا کہ اگر کسی کی تکلیف کی کیفیت سنتے تو صاحب مصیبت کے برابر آپ بھی روتے جاتے۔ عبادت الہی اور اذکار و اشغال و جمیع امور میں پابندی سنت کا بہت ہی لحاظ رکھتے تھے۔

آپ مستحب وقت میں نماز صبح باجماعت ادا کر کے مریدوں کو نماز اشراق تک توجہ دیتے رہتے۔ پھر نماز اشراق کے بعد طہارت و وضو سے فارغ ہو کر نماز چاشت تک توجہ دینے میں مصروف رہا کرتے، اس کے بعد علماء و فضلاء جو کوئی ملاقات کے لئے حاضر ہوتے، ان کی احوال پرسی کرتے گیارہ بجے کھانا تناول فرماتے۔ معتقدین امراء

طرح طرح کے کھانے آپ کے لئے بھیجتے وہ سب آپ کے دسترخوان پر چنے جاتے تھے مگر آپ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے صرف اپنے ہی گھر کا پکا ہوا شوربا و چپاتی تناول فرمایا کرتے 'بعد ازاں قیلولہ فرماتے' ایک بجے بیدار ہو کر کثیر جماعت کے ساتھ نماز ظہر ادا فرماتے اور قرآن شریف کے پندرہ پارے تلاوت کرتے اگر کبھی مزاج علیل رہتا تو تین پارے تو ضرور پڑھ لیا کرتے عمر بھر کبھی آپ نے اس سے کم پڑھا ہی نہیں 'پھر جو علماء فضلاء حاضر رہتے ان سے گفتگو علوم کی اور تذکرہ اولیاء کرام کا فرماتے 'اور عصر کی نماز سے کثیر جماعت کے ساتھ اس کے مستحب وقت میں فارغ ہوتے۔ حضرت احمد خیر الدین صاحب قدس سرہ کے والد ماجد مولانا مولوی محمد عبدالرحیم صاحب قدس سرہ بلا ناغہ حاضر ہوتے اور عصر کے بعد حسب الحکم آپ کے حضرت امام ربانی صاحب کے مکتوبات شریف اور حضرت مولوی معنوی کی مثنوی شریف آپ کے سامنے پڑھا کرتے آپ اس کو بغور سنتے 'اگر اس کے بعد کچھ وقت ملتا تو غروب آفتاب تک مریدوں پر توجہ فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد اور خدام کے سوا اکثر صاحبزادے یعنی اقرباء سرکار آصفیہ جو بیعت سے مشرف ہوئے تھے حاضر رہتے ان کو بھی توجہ دی جاتی تھی۔ پھر نماز عشاء سے فارغ ہو کر حاضرین سے تذکرہ پیران کبار کا فرماتے 'اس کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر علماء اور خانقاہ کے شائقین کو ذکر و فکر کی تعلیم دینے میں مشغول رہتے اور قریب دس بجے رات کے آرام فرماتے پھر آدھی رات سے بیدار ہو کر نماز تہجد اور صلوٰۃ تسبیح ادا کر کے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ تخمیناً جب چار

محمد شاد کن ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب

گھڑی رات باقی رہتی تو کچھ دیر سو کر بیدار ہوتے اور غسل فرما کر نماز فجر جماعت سے ادا کرتے۔ حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت حضرت نماز تہجد وغیرہ سے فارغ ہو کر ذکر و شغل میں مشغول ہوئے ادھر میں بھی بیٹھا ذکر کر رہا تھا تو میرے اس وقت آئے ہوئے دوسوہ کو دفع کرنے کے لئے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا بابا مسکین! یہ نہ سمجھو کہ تم ہی پچیس ہزار بار ذکر کرتے ہو، ہم بھی سوائے اور اوراد و وظائف مقررہ کے ہر روز بلاناغہ پچیس ہزار مرتبہ ذکر کیا کرتے ہیں۔ اخلاق حمیدہ آپ کے ایسے تھے کہ ہر شخص ادنیٰ و اعلیٰ یہ سمجھتا تھا کہ حضرت مثل والدین کے نظر عنایت جیسی میرے حال پر رکھتے ہیں ایسی دوسروں پر نہیں فرماتے، آپ کے خانقاہ شریف میں قریب دوسو کے قریب مرید و خادم پڑے رہتے، انکے لئے ہزاروں روپے صرف ہوتے، کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے اور سینکڑوں مریدوں کی کس طرح سربراہی ہوتی ہے اگر کبھی کچھ نہ رہتا تو سب کے ساتھ آپ بھی فاقہ فرماتے اور بھوکے ہی گزار دیتے۔ تو کل کا یہ عالم تھا کہ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل بادشاہ دکن ہمیشہ ملاقات کے مشتاق رہے، لیکن آپ نے ان کی ملاقات کے لئے دیوڑھی شاہی میں جانے کا کبھی ارادہ نہ کیا، ماہوار یومیہ و جاگیرات وغیرہ کچھ بھی قبول نہ فرمائے راجہ چند دلال وزیر دکن اور دوسرے امراء نے نقد اور یومیہ اور ماہوار سے خدمت کرنا چاہا لیکن آپ نے کسی کی بھی درخواست قبول نہ کی، شمس الامراء امیر کبیر نے خود آپ کے مکان پر حاضر ہو کر ملاقات کے بعد بہزار منت و الحاح پانچ

سورہ پیہ نذر گزرائی آپ نے ان کی الحاح پر نظر فرما کر قبول تو کیا لیکن اسی وقت مستحقوں کو بانٹ دیا۔ حضرت مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب قبلہ قدس سرہ۔ مصنف کشف الخلاصہ آپ کے ہم عصر ہیں، اکثر آپ کی ملاقات کے لئے تشریف فرما ہوتے۔ حیدرآباد کے اور بھی اکثر مشائخ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات باطنی سے فیض یاب ہوتے، آپ اپنے مرشد شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس بہت ہی سادہ طور پر کیا کرتے، ساٹھ ستر من کی پخت ہوتی اور متعدد قرآن شریف کا ختم ہوتا بس یہی عرس تھا۔ اس کے سوا طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیران کبار کا عرس بھی چند قرآن شریف کے ختم اور شیرینی کی تقسیم سے کیا کرتے تھے، آپ کا لباس عالمانہ مطابق سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے زیب تن رہتا تھا جو شخص اتباع سنت و شریعت غزا کا لحاظ رکھتا۔ آپ اس سے بہت راضی رہتے، اور جو کوئی خلاف شرع کرنا اس کو پسند و نصائح فرماتے۔ ہمیشہ اہل علم حاضر رہتے۔ علماء کی مجلس سے بہت خوش ہوتے، آپ کی بیعت میں عجیب اثر تھا کہ جو کوئی آپ کا مرید ہوتا وہ خلاف شرع عمل کرنے سے محفوظ رہتا۔ چونکہ سب کو اس دار فانی سے کوچ کرنا ضرور ہے۔ آپ بضعف و نقاہت کا غلبہ ہوا، اور مزاج مبارک میں شکایت امراض کی شروع ہوئی۔ آخر یہ آفتاب رحمت الہی ہزاروں دلوں کو نورانی اور سینکڑوں جنوں کو خلیفہ بنا کر اٹھائیں جمادی الاولیٰ ۱۲۷۰ھ روز دوشنبہ حیدرآباد دکن کی سرزمین میں غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہزار ہا اشخاص امراء غریبا وغیرہ نے جمع ہو کر نماز جانا زہ ادا کی، محلہ

اردو میں روبرو اسی مسجد کے جس کے ذکر پہلے ہو چکا ہے دفن کئے گئے مزار پر انوار آپ کا مٹی کا ہے، دیکھنے والوں کو آپ کے اتباع سنت کی یاد دلاتا ہے، اگرچہ بعد میں نواب افضل اللہ ولہ بہادر مغفرت مکان شاہ دکن نے اپنی خوش اعتقادی سے گنبد بھی بنادی ہے لیکن اب تک قبر مبارک اُسی طرح مٹی ہی کی ہے

### قطعہ تاریخ

وفات طبع زاد محمد شجاعت خاں صاحب متخلص جرتی مددگار خزانہ صرف خاص مبارک۔  
جناب شاہ سعد اللہ کہ جاری برلبش حق شد ریاض نقشبند ارا راز فیض آب رونق شد  
جناب شاہ سعد اللہ صاحب کہ جن کے زبان مبارک پر حق جاری رہتا تھا  
نقشبندیوں کے باغ کو آپ کے فیض سے خوب رونق تھی۔  
دوشنبہ روز وقت چاشت بست و ہشت میں تاریخ جمادی الاولیٰ از بند حیاتش روح مطلق شد  
دوشنبہ کا دن جمادی الاول کی ۲۸ تاریخ اور وقت چاشت کا تھا کہ زندگی کی قید  
سے آپ کی روح مبارک آزاد ہو گئی۔

جو سال وصال آں کامل طلب شد از زمین ناقص جرتی معروض میدارم جو ار رحمت حق شد  
مجھ ناقص سے جب ایسے کامل کے وصال کا سنہ پوچھا گیا تو مجھ جرتی  
نے عرض کیا کہ جو ار رحمت ۱۲۷۰ حق شد (جو ار رحمت حق میں تشریف لے گئے)۔  
تاریخ وصال ہے۔

۳۳۔ سالک مجذوب و مجذوب سالک باقی باللہ مرشدنا و مولانا

حضرت سید پاشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا سلسلہ نسب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس سرہ سے ملتا ہے  
آپ کے جد اعلیٰ بخارہ شریف کے رہنے والے تھے مگر چند پشت سے آپ کے اجداد شہر  
کرنول میں رونق افروز رہے اس لحاظ سے آپ مؤید کرنول ہیں، آپ علم ظاہر و باطنی  
کے عالم تبحر تھے اور حیدر آباد دکن میں ایک عہدہ جلیلہ کے باعث زینت اور کئی سو روپیہ  
آپ کی ماہوار تھی چونکہ لڑکپن ہی سے آپ کی طبیعت درویشانہ واقع ہوئی تھی، اس لئے  
باوجود تمول ظاہری کے زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے آپ کی ہر ہر بات سے ترک دنیا  
کے آثار ظاہر ہوتے تھے رات دن سخت ریاضت مجاہدے میں گزارتے تھے بلحاظ  
ملازمت کے جب تک آپ عدالت کی کرسی پر رونق افروز رہتے دست بکار دل بیار کا  
نمونہ بن کر خلق خدا کو زبان حال سے سکھاتے تھے کہ اگر ایسی دنیا کی جائے تو وہ مذموم  
نہیں بلکہ سراسر محمود ہے۔

آپ نے نسبت قادریہ عالیہ اپنے ہی خاندان میں حاصل کی اور طریقہ عالیہ  
نقشبندیہ کا سلوک عارف باللہ حضرت شاہ سعد اللہ صاحب سے طے فرمایا جن کا مزار  
اقدس حیدر آباد دکن کے محلہ اردو میں زیارت گاہ خلق ہے۔

پھر تو آپ کا مجاہدہ اس قدر بڑھا کہ دائم الصوم و قائم اللیل جس کا ادنیٰ نمونہ تھا



محدث دکن ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحبؒ

چونکہ خدائے تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، ملازمت کے بھول بھلیوں میں آپ تھوڑے دنوں کیلئے بھی پھنسے رہنے کے لئے نہیں بنائے گئے تھے اس لئے آپ نے یہ عادت کر لی تھی کہ عدالت کا معینہ وقت سرکاری کام میں صرف فرما کر جو وقت بچ جاتا اس کو حضرت حاجی مستان شاہ صاحب مجذوبؒ کی حضوری میں گزارتے۔

حضرت شاہ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیر طریقت تھے تو یہ مجذوب صاحبؒ پیر صحبت۔ ایک روز آپ نے مجذوب صاحب سے کچھ نصیحت کرنے کی درخواست کی، مجذوب صاحبؒ نے فرمایا قطعہ ذیل کو حرز جان بنالو۔ لاکھ نصیحتوں کی یہ ایک نصیحت ہے۔

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ زِ تقصیر خویش عذر بدرگاہِ خدا آورد  
بندہ وہی بہتر ہے کہ عبادت میں اپنی کوتاہیوں کا عذر اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتا رہے۔

ورنہ سزا وار خدا وندیش کس نتواند کہ بجا آورد

ورنہ کسی سے نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے لائق عبادت کر سکے۔

مجزوب صاحبؒ نے اپنے وصال کے قریب آپ سے پینے کے لئے پانی مانگا آپ نے جلدی سے پانی لا دیا، مجذوب صاحبؒ نے تھوڑا سا پی کر باقی اپنا پس خوردہ پانی آپ کو پینے کے لئے ارشاد فرمایا، آپ فوراً اس کو پی گئے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ گو تھوڑی دیر کے بعد ہوش آ گیا مگر دل دنیا اور اہل دنیا سے پھر گیا، سرکاری کام کیا چاہتے ہیں لیکن کیا نہیں جاتا دل بے اختیار خلوت و گوشہ نشینی کی طرف مائل ہو گیا،

آپ دو چار دن اسی شش و پنج میں رہے اس عرصہ میں وہ وقت قریب آ گیا کہ لوگ حضرت ابراہیم بن ادھم کا گذشتہ قصہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، ۱۲۹۷ھ ہے حاجیستان شاہ صاحب مجذوبؒ پر نزع کا عالم ہے اور آپ حسب عادت مجذوب صاحبؒ کی حضوری میں حاضر ہوئے ہیں جب سرکاری کام یاد آ گیا تو آپ نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا، مجذوب صاحبؒ نے کہا بیٹھ جا آپ بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر آپ نے اٹھنا چاہا تو مجذوب صاحبؒ نے فرمایا بیٹھ پھر آپ بیٹھ گئے۔ ایسا ہی جب تیسری مرتبہ آپ کے اٹھنے پر مجذوب صاحبؒ نے بیٹھ جا فرمایا تو آپ سب کو چھوڑ چھاڑ کر مجذوب صاحبؒ ہی کے ہو رہے، جمجذب صاحبؒ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے ان کو کفنا کر اجالہ شاہ صاحب قدس سرہ کی درگاہ کے قریب دفن دیا آپ مجذوب صاحبؒ کی قبر کے پاس آخر دم تک بیٹھے رہے، آپ پر کیفیت جذب کی طاری تھی نہ اہل و عیال کا کچھ خیال تھا نہ گھر کی خبر تھی، نہ نوکری کی فکر، نواب تراب علی خاں سالار جنگ بہادر بہت کچھ چاہتے رہے کہ یہ سیستان معرفت کا شیر پھر دنیا کے تنگ پنجرہ میں مقید ہو جائے، مگر یہ بیٹھنا کچھ معمولی بیٹھنا نہیں تھا، کسی دل جلے کے بٹھانے سے بیٹھنا پڑا تھا۔ اسی لئے اس کوہ ثبات کو کسی دنیا دار کی باتوں کے تیز جھونکے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے، سچ پوچھئے تو سدھ ہی کس میں تھی، ایک دل تھا وہ تو دلدار نے لے لیا۔ اب دل ہی کہاں سے لائیں جو اوروں کو دیں، اس وقت آپ اس شعر کے مصداق بنے ہوئے تھے:-

یکے بین و یکے دان و یکے گوی یکے خواہ و یکے خواں و یکے جوئے

دیکھو تو ایک کو دیکھو، جانو تو ایک کو جانو، کہو تو ایک ہی کو کہو، شاہو تو ایک کو اہو، پڑھو

تو ایک کا ہی نام پڑھو اور ڈھونڈو تو ایک ہی کو ڈھونڈو۔

سوائے پنج وقتہ نمازوں کے آپ کوئی کام ہی نہیں کر سکتے تھے نہ پہننے کا ہوش تھا نہ کھانے کا خیال۔ کسی نے پہنا دیا پہن لیا، کسی نے کھلا دیا کھا لیا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ یہ قلب ہی ہے شاید پلٹی کھائے چندے انتظار بھی کیا جب سب کو مایوسی ہو گئی تو آپ کے لئے مجذوب صاحبؒ کی قبر کے پاس ہی نواب تہنیت یار الدولہ بہادر کی تحریک پر نواب تراب علی خاں سالار جنگ مدار المہام بہادر نے خزانہ صرف خاص سے اپنے نیابت کے زمانہ میں خانقاہ بنوادی، جس میں آپ عرصہ تک فروکش رہے، ایک زمانہ کے بعد پھر نواب تہنیت یار الدولہ کی تحریک سے نواب لائق علی خاں سالار جنگ ثانی مدار المہام نے پختہ مسجد اور رہنے کے لئے حجرے، مجذوب صاحبؒ کی قبر کے متصل ہی سدی عنبر خاساں کی نگرانی میں تیار کروائے، پھر ایک مدت کے بعد نواب آسماں جاہ بہادر نے اپنی مدار المہامی کے عہد میں مسجد کے مینار اور سائبان وغیرہ تیار کرا کے مسجد کی تعمیر مکمل فرمادی، آج تک وہ مسجد اپنے بانیوں کی یادگار میں قائم و موجود ہے۔

آپ نے اپنی ساری عمر اسی مسجد اور اسی حجرہ میں گزار دی، جہاں گوشہ نشینی اختیار کی تھی، طالبان کرامت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا کرامت چاہئے کہ آپ تیس چالیس سال تک ایک ہی جگہ بیٹھے رہے۔ مجذوب صاحبؒ کے مزار اقدس کو چھوڑا کر ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ہٹے، خدا نے چاہا کہ آپ مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر طالبان حق کو مسفیض فرمادیں اس لئے فنا فی اللہ کے ساتھ بقا باللہ کا بھی درجہ عنایت ہوا،

جو لوگ خدا کی جستجو میں مدتوں سر ٹکراتے پھرتے تھے، ان کو آپ دم بھر میں کہیں سے کہیں پہنچا دیتے تھے۔ اس نوید جاں فزا کے سنتے ہی سینکڑوں مردہ دل دوڑ پڑے، آپ کی توجہ باطنی نے، آبِ حیات کا اثر دکھلایا۔ سب زندہ دل ہو کر اطراف و اکناف میں پھیل گئے، ہزار ہا دنیا دار اپنی اپنی مرادیں لے کر آتے اور اس درِ دولت سے کامیاب ہو کر جاتے، آپ کی توجہ باطنی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ دل دلدار کا ہو جاتا، اور دنیا سے سخت نفرت ہو جاتی، بے اختیار یہی خیال بندھا رہتا کہ یا جنگل جنگل بھٹکتا پھرے یا کسی حجرہ کا دروازہ بند کر کے دنیا و اہل دنیا کو خیر باد کہہ کے رات دن یا دِ الہی میں مشغول رہے، آپ مثنوی شریف کے پڑھنے اور سننے کی اکثر رغبت دلایا کرتے، خود آپ کو اس کے سینکڑوں اشعار زبانی یاد تھے، اکثر مجلسوں میں اس کے برجستہ اشعار بڑے ذوق و شوق سے سناتے، اس وقت ساری مجلس پر عجیب محویت اور بیخودی چھا جاتی۔ درود یوار سے حیرت ٹپکتی تھی، تمام امراء و عہد ہداران سلطنت اور خاص کر حضور نظام بھی درِ دولت پر آتے، ان سے بھی ویسی ہی ملاقات فرماتے جیسے عام لوگوں سے، علماء و فضلاء سے نہایت کشادہ پیشانی سے ملتے تھے اور ان کے حاضر ہونے سے نہایت خوش ہوتے تھے کئی مدارالمہاموں کا دور آپ نے دیکھا، ہر ایک نے آپ کے لئے کچھ منصب یا یومیہ جاری کرنا چاہا، آپ کا دنیا سے پلٹا اور ٹوٹا ہوا متوکل دل ہرگز اس کو قبول نہ فرمایا، اکثر ایسا ہوا ہے کہ یومیہ وغیرہ کی سند خدمت اقدس میں پیش کی گئی، آپ نے یہ فرما کر رد کر دیا کہ یہ شاید کسی اور بخاری کی ہوگی مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے، لوگوں کے نذر و ہدایا

بدقت قبول فرماتے اور اس کو بستر کے نیچے ڈال دیتے، اکثر سائل حاضر ہوا کرتے تو ان کو اس میں سے لے کر مٹھی بند کر کے اس طرح دیتے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی کہ آپ نے کیا عطا فرمایا۔ مریدوں پر آپ کی ایسی نظر عنایت رہتی کہ ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ آپ کو سب سے زیادہ مجھ ہی سے خاص محبت ہے۔ اتباع سنت اور ذرا ذرا سے مسائل پر بھی عمل کرنا آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا۔ یوں تو آپ سے سینکڑوں کرامات ظاہر ہوئے۔ مگر سب سے زیادہ وہ کرامت قابل ذکر ہے جو آپ کے انتقال کے بعد آپ سے ظاہر ہوئی۔ زندگی ہی میں آپ نے اپنے خلفاء سے فرما دیا تھا کہ ہماری تجہیز و تکفین سنت نبوی کے موافق ہونی چاہئے، حدیث میں یہی آیا ہے اور فقہاء بھی لکھتے ہیں، اور امام الصوفیہ حضرت محی الدین ابن عربی نے بھی بہت زور دیا ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں نہیں ہونی چاہئے، اس لئے ہماری نماز جنازہ مسجد میں نہ پڑھائی جائے۔ یہ وصیت آپ کے انتقال کے بعد لوگوں کے دلوں سے بھول گئی، حیدرآباد میں قاعدہ تھا کہ اکثر جنازہ بہت ہی تزک و احتشام کے ساتھ مکہ مسجد میں لے جاتے اور وہیں نماز جنازہ پڑھائی جاتی۔ حسب قاعدہ سب لوگ آپ کا بھی جنازہ مکہ مسجد کو لے جانے تیار ہو گئے۔ حتیٰ کہ ہزار ہا بندگان خدا جنازہ کا انتظار کرتے ہوئے مکہ مسجد ہی میں ٹھہرے رہے، چونکہ آپ کا موضع اقامت شہر سے باہر تھا اور حیدرآباد کا یہ بھی ایک قاعدہ ہے کہ شہر کے باہر کا جنازہ شہر کے اندر لانے کے لئے حضور نظام کی اجازت ضروری تھی۔ اس لئے آپ کے جنازہ کے لئے بھی حضور نظام سے اجازت طلب کی گئی۔ باوجودیکہ

حضور نظام کے نہایت معتقد تھے گھنٹوں وقت گزر گیا اجازت کے ملنے میں بہت دیر ہو گئی۔ مجبوراً اجالہ شاہ صاحب کی درگاہ کے کھلے میدان میں ہزار ہا خلق خدا کی جماعت کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی، نماز سے فارغ ہوتے ہی سنا گیا کہ اجازت مل گئی۔ اس وقت آپ کی وصیت یاد آئی، سب بے اختیار کہہ اٹھے اللہ رے آپ کا مسائل پر عمل کرنا کہ انتقال کے بعد بھی آپ نے اپنا کوئی کام خلاف مسئلہ ہونے نہ دیا۔ انہیں کہتے ہیں متشرع ایسے ہوتے ہیں اہل طریقت و حقیقت۔ غرض آپ کے تفصیلی احوال کے لئے کئی دفتر غیر کافی ہیں، چونکہ سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت حبیت تھی اور آپ کو بھی یہی نسبت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خلافت ملی تھی، اس لئے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کوئی اور مرض نہ تھا، خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت ہی نے گھلا گھلا کر جان لی تھی، اسی طرح آپ کو بھی کوئی اور مرض نہ تھا یہی عشق تھا جو گھلا دیا اور ضعف و ناتوان بنا دیا۔ غرض بڑھتا بڑھتا یہی ضعف باعث وصال ایزدی ہوا۔ کم نصیب دکن، غمزدہ حیدرآباد کی آنکھوں میں دنیا تیر و تار ہو گئی۔ عاشقانِ حق تو لٹ گئے کہیں کے نہ رہے، طالبانِ صادق کی کمریں ٹوٹ گئیں، دل پاش پاش ہو گئے، کلیجے چھلنی بن گئے۔ آہ حیدرآباد کی آنکھوں کا تارہ جاتا رہا۔ بُرجِ حقیقت کا آفتاب، فلکِ شریعت کا مہتاب، اجالہ شاہ صاحب والی مسجد کو اپنا مشرق بنا کر اپنی نورانی شعاعوں سے ایک عالم کے دلوں کو روشن کر رہا تھا۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہے) کی مغرب میں منہ چھپا کر ہم غلاموں کو دائمی مفارقت کا

داغ دے گیا۔ شفیق روحانی باپ کا سایہ ہم خادموں کے سر سے اٹھ گیا اور اٹھا بھی تو ایسا اٹھا کہ پھر اس زندگی میں ملنے کی امید ہی نہیں، ایسی حالت میں خادم تو خادم سارا عالم بھی جس قدر رنج کرے تھوڑا ہے۔ شب جمعہ وقت تہجد جمادی الاولیٰ کی دسویں تاریخ ۱۳۲۸ھ کی شب ہے قاری یسین شریف پڑھتا ہوا ”قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ“ پر پہنچا ہے کہ قطب دوراں، فرد وقت، سالک مجذوب و مجذوب سالک باقی باللہ مرشدنا مولانا حضرت سید محمد پادشاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہم مہجوروں کو یوں ہی تڑپتا چھوڑ کر فردوس فریں کو سدھارے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ۔ قطعہ تاریخ وفات طبعزاد جناب مولوی سید شاہ عبداللطیف صاحب قادری ساکن تماپور

کہ سید پادشاہ صاحب بخاری گنی فردوس اعلیٰ کو سواری  
کہ سنہ کی فکر میں تا دل ہمارا (جو ہے منظور حق) ہاتھ پکارا  
۱۳۲۸ھ

ہائے افسوس اس گنجینہ معرفت کو اس جذب و سلوک کے خزانہ کو حاجی مستان شاہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں زیر زمین دفن دیا اور اوپر سے چار انگل مٹی کا ڈھیر لگا دیا۔ دیکھنے والو! آؤ دیکھو مسنون قبر ایسی ہوتی ہے، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائو سنو! سنن پر مرثنا اس کو کہتے ہیں، بار غم سے کسی قدر ہلکا ہونے کے لئے دل تو بہت کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن یہ محل عدم گنجائش کی شکایت کر رہا ہے، اس لئے غم کے گھونٹ پیا کر میرے آقا سے ہوئے چند نصائح لکھ کر چپ ہو جاتا ہوں، منجملہ ان نصائح کے

۱۔ خدا کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جنت میں جا داخل ہو۔

جن کو میں نے آپ کے مبارک محفلوں میں سنا ہے یہ ہیں:

(۱) اگر کسی معاملہ میں کوشش کی گئی اور نتیجہ خلاف مرضی نکلا تو اس کے لئے ہرگز رنج نہ کیا جائے بلکہ بہت ہی آہ و زاری کے ساتھ اپنی اس کوشش پر کثرت سے استغفار پڑھے، میں نے عرض کیا حضور! استغفار کا یہ کیا موقع ہے؟ ارشاد فرمایا انسان کو مباح اور جائز معاملہ میں کوشش تو ضرور ہے، پھر جب دیکھے کہ سارا بنا بنایا کام بگڑ گیا اور ہماری ساری کوشش رائیگاں گئی تو سمجھے کہ خدا کی یہی مرضی تھی اور ہم نے آج تک خدا کی مرضی کے خلاف کوشش کی ہے، اس لئے اس خلاف کرنے پر جس کا اب علم ہوا ہے کثرت سے استغفار کیا جائے۔

(۲) وجد و شوق، چیخ و ترپ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے بالکل مخالف ہے اگر کسی مجددی کی ایسی حالت ہو گئی ہو تو وہ ازالہ کے قابل ہے، اس طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کا جس پر رنگ چڑھتا ہے اس کی حالت ظلی طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جیسی ہو جاتی ہے اس کو وہ اطمینان و سکینہ، اور وہ وقار و تواضع و انکسار، اور وہ دوام حضور، اور وہ اعلیٰ پیمانہ پر احسان ۱ ہوتا ہے جیسے صحابہ کرام کو حاصل تھا، انہیں کی طرح امر معروف اور نہی عن المنکر اس کی عادت ہو جاتی ہے۔

۱ احسان کی تعریف یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ایسے طریق سے عبادت کی جائے کہ یہ عبادت کرنے والا گویا خدائے تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ رتبہ حاصل نہ ہو سکے تو کم سے کم یہ تصور ہو کہ خدائے تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے اور یہ بات انتہاء درجہ کے اخلاص کے بعد ہوتی ہے۔



(۳) سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو، اور اہل دنیا سے ہمیشہ بچتے رہو، اور

یہ بات خوب سمجھ لو کہ جو اہل دنیا کے پاس جائے گا وہ ذلیل و خوار ہوگا اور جو ان سے دُور رہے گا اس کے پاس وہ سب کتوں کی طرح دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

(۴) فقر و فاقہ اس طریقہ عالیہ کے لئے لوازمات سے ہے۔

(۵) نکاح اور صحبت اغنیاء مبتدی کے لئے سم قاتل، اور فیض کے لئے سید ذوالقرنین ہے۔

(۶) درجہ کمال کو وہ شخص پہنچے گا جس کو شیخ کامل ملے، اور شیخ کامل کے قریب اک حجرہ ہو اور وہ اس حجرہ میں رات دن ذکر و شغل میں غرق رہے، اور بے ضرورت حجرہ سے باہر نہ نکلے۔

(۷) یہ جو مشہور ہے کہ امام ربانی قدس سرہ العزیز مسئلہ وحدت الوجود کے منکر تھے بالکل غلط اور سراسر افتراء ہے بلکہ امام صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ تو حید و جودی منجملہ معارف قلب کے ہے گو اس کے ارباب اہل ولایت ہیں لیکن کمال ابھی اس کے اور پرے ہے، وہ یہ ہے کہ ”إِنَّ الْعَبْدَ عَبْدٌ وَ الرَّبُّ رَبٌّ“ (یعنی عبد عبد ہی ہے اور رب رب ہی ہے) کا ظہور ہونے لگے، صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم کی یہی نسبت تھی۔

(۸) حیات طیبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے کل امور اللہ تعالیٰ کے تفویض کر دیں، انقلاب احوال کو بیٹھا دیکھا کرے کہ شہنشاہ قادر کس طرح بناتے اور بگاڑتے ہیں، اور پھر بگڑ ہوئے اور الجھے ہوئے کو سلجھاتے جاتے ہیں، واقعات اور

حوادثِ مآت کو دیکھے مگر دم نہ مارے اور کبھی چوں و چرا نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اس کے غیبی خزانوں کو یاد کر کے دل کو ہمیشہ قوی کرے اور ہمت دلاتے رہے اور اپنی ذات سے اور سارے جہاں سے بالکل مایوس ہو جائے۔

(۹) محبت کی علامت یہ ہے کہ کمالِ رغبت اور نہایت خوشی سے محبوب پر اپنی ساری خواہشات کو قربان کر دے، جو محبوب کا خلاف کرے اور اس کی بلاؤں سے بھاگے اور پھر بھی اس کی محبت کا دعویٰ کئے جائے وہ جھوٹا اور مغرور ہے، باوجود اس جھوٹی محبت کے یوں سمجھے کہ میں محبوب کے پاس مقبول ہوں وہ شقی ہے مہجور ہے۔

(۱۰) لوگ کہتے ہیں کہ اس طریقہ کی تحصیل میں پانچ چھ سال ہم کو مفت ضائع کرنے پڑیں گے، پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ آخر کار ہوتا کیا ہے، اس لئے کہ انجام نامعلوم ہے کیا معلوم کہ اس مدت میں کچھ حاصل ہوتا بھی ہے کہ نہیں، جو لوگ اس طرح کہتے اور ایسا خیال کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تقدیر میں یہ دولت ہی نہیں ہے۔ پانچ چھ سال خدائے تعالیٰ کی یاد میں صرف کرنے بخل کر رہے ہیں، وہ یہ بتائیں کہ ساری عمر کس چیز کے لئے صرف کی گئی اور ان کو اس سے کیا حاصل ہوا، سالک کو چاہئے کہ طلب سے ہرگز ملول اور دل تنگ نہ ہوئے سختیاں جھیلے صدے سے، مگر اس در کو نہ چھوڑے اور یہ سوچے کہ کوئی سائل اگر کسی کریم کے در پر پڑا رہے تو وہ اس کو اپنے در سے محروم لوٹانے سے شرماتا ہے تو بھلا ایسا کریم کہ جس کو جو مانگے وہ دینا ایک کلزار روٹی کا دینے سے

زیادہ آسان ہے، کیا وہ اپنے در سے خالی ہاتھ واپس کرے گا نہیں ہرگز نہیں، لیکن سالک کو کوشش اور صبر ضرور ہے۔

(۱۱) دوام ذکر اور صحبت شیخ سے نسبت کا حاصل ہونا لازمی ہے لیکن یہ نسبت کچھ اس تدریج سے حاصل ہوتی ہے کہ سالک خود اس کو نہیں سمجھ سکتا ہے، اس کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا، سالک کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جس نے اپنے بچے کو خطاطی کے لئے خوش نویس کے پاس بھیجا، خوش نویس اس لڑکے کی ہر روز کی صلاح جمع کرتا گیا۔ چند روز کے بعد اس بچہ کے باپ نے خوش نویس سے پوچھا کہ بچہ تو بہت روز سے لکھ رہا ہے، لیکن اب تک اس کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ خوش نویس نے اس کا پچھلا مشق جو کچھ جمع تھا باپ کے سامنے لا رکھا، باپ نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر روز کچھ نہ کچھ خط سدھر گیا ہے ابتدائی خط کو آج کل کے خط سے کچھ نسبت ہی نہیں، زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے، لیکن اس فرق کو باپ نے سمجھا نہ بچے نے۔ اسی طرح سالک کی حالت روز بروز سدھرتی جاتی ہے مگر اس کو اس کی خبر نہیں ہوتی، اب رہی یہ بات کہ نسبت بتدریج کیوں حاصل ہوتی ہے، اس کو یوں سمجھو کہ اگر کسی فقیر کو کثیر مال بے مشقت مل جائے تو وہ اس کو نہایت بے قدری سے اڑا دے گا۔ بخلاف اس کے اگر اس کو مال کثیر بتدریج ملے تو وہ اس کی قدر کرے گا اور اس سے نفع لے گا۔ اسی طرح اگر بے مشقت ایک دم سے نسبت حاصل ہوگی تو وہ بے قدری سے تباہ کر دی جائے گی۔

(۱۲) قلب کی دو پانچ چیزیں ہیں: تدبیر سے (۱) قرآن شریف پڑھنا۔ (۲) پیہر کو خالی رکھنا، (۳) قیام لیل، (۴) سحر کے وقت تضرع کرنا، (۵) صالحین کی صحبت اور ان کے ساتھ (۱) مجالسہ کرنا۔ (۱) ہمنشین

(۱۳) بندہ کو حق تعالیٰ سے اسی قدر قرب ہوگا جس قدر اس کو خلق سے بُعد ہوگا۔

(۱۴) اس پر کل اولیاء اللہ کا اتفاق ہے کہ جس شخص کی غذا حرام سے ہوگی وہ الہام اور وسوسہ میں کچھ فرق نہ کر سکے گا۔

(۱۵) ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ لوگوں کی حالت میں فساد اور ان کے قلوب ناکارہ چھ وجہ سے ہو گئے ہیں: (۱) اعمال آخرت کے لئے ضعف نیت رکھتے ہیں، ان کے (۲) ابدان شہوات کے لئے رہن ہو گئے ہیں باوجود (۳) قرب اصل کے طول عمل ان پر غالب ہے۔ (۴) مخلوق کی رضا کو خالق کی رضا پر ترجیح دے رکھے ہیں۔ اپنے (۵) ہواء اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پس پشت پھینک دیئے ہیں۔ (۶) سلف کی تھوڑی سی لغزش کو اپنے لئے حجت بناتے ہیں اور ان کے بہت سارے مناقب کو دفن کرتے یعنی چھپاتے ہیں، اس میں ان کی تقلید نہیں کرتے۔

(۱۶) خواجگان نقشبندیہ علیہم الرحمۃ سے جو فیض لینا چاہے اس کو چاہئے کہ ہمیشہ تین باتوں کا لحاظ رکھے۔ (۱) جب کوئی ایسا عمل صادر ہو جو ان حضرات کا پسندیدہ ہے تو ہرگز اپنے عمل کو نہ دیکھے اور نہ یہ سمجھے کہ میں بھی کچھ ہوں اور کبھی اپنے

میں انانیت نہ آنے دے بلکہ پہلے سے زیادہ متواضع و منکسر رہے۔ اگر کوئی ایسے عمل کا مرتکب ہو جائے جس کو وہ حضرات ناپسند فرماتے ہیں تو یہ نہ سمجھے کہ میں ان کے پاس مردود ہو گیا ہوں ہرگز مایوس نہ ہو، ان کو چھوڑ کر کہیں اور نہ بھٹکے۔ جب وہ کوئی حکم فرمائیں تو نہایت خوش دلی سے عجلت کے ساتھ اس کی تعمیل کرے اسی سے مقصود ملے گا۔

(۱۷) جو شخص نماز تہجد میں سورہ یسین پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دعا کرے تو وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

(۱۸) ایک روز آپ نے وہ خمسہ نہایت ذوق و شوق سے ارشاد فرمایا جس کو حضرت خالد نے جامی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر پر تضمین فرمایا ہے:

گرچہ در صورت بذرات جہاں جلوہ گری گاہ در حور نمایندہ و گمہ در بشری  
اگرچہ ظاہر اسارے جہاں کے ذرہ ذرہ میں آپ جلوہ گر ہیں، کبھی آپ حور  
میں دکھائی دیتے ہیں تو کبھی انسان میں۔

نیک چوں ذات تو از رنگِ حدوثِ بری نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور نہ پری  
لیکن جبکہ آپ کی ذات حدوث کے رنگ سے خالی ہے اور پاک ہے تو اس  
لئے اے دوست نہ میں آپ کو بشر کہتا ہوں نہ حور نہ پری۔

ایں ہمہ برتر حجابِ ستو تو چیزے دگری

یہ تمام چیزیں آپ پر پردہ بنے ہوئے ہیں اور آپ کچھ اور ہی ہیں۔

(۱۹) ایک روز آپ نے فرمایا مولانا حمید الدین صاحب نزع کی حالت میں تھے ان کے صاحبزادہ مولانا حسام الدین نے ان کو دیکھا کہ وہ نہایت مشوش و مضطرب ہیں عرض کیا ابا جان! اس وقت آپ مضطرب کیوں ہیں، آخر اس اضطراب کی وجہ کیا ہے، مولانا حمید الدین صاحب نے کہا بیٹا کیا کہوں اس وقت مجھ سے وہ چیز مانگتے ہیں جو نہ میرے قبضہ و ملک میں ہے نہ میں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ ہی سیکھا ہے، اس وقت قلب سلیم کا مطالبہ ہو رہا ہے کیا کروں کہاں سے انہیں لا دوں۔ مولانا حسام الدین نے عرض کیا ابا جان تھوڑی دیر قلب سے میری طرف کو متوجہ ہو رہے یہ کہہ کر آپ نے اپنے والد کو بہت ہی زور کی توجہ دی، ایک گھنٹہ کے بعد مولانا حمید الدین صاحب نے اپنے قلب میں نہایت ہی اطمینان و سکینہ پایا فوراً آنکھیں کھول دیں اور کہا بیٹا تم کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے، افسوس میں نے اپنی عزیز عمر بے قدری سے ضائع کر دی، مجھ کو چاہئے تھا کہ اپنی ساری عمر اس پیارے طریقہ کو تحصیل میں صرف کر دیتا، خیر جو ہوا سو ہوا اب خدا کا شکر ہے اور ہمارے صالح اولاد کے خیر و برکات ہیں کہ آج ہم نہایت ہی اطمینان سے قلب سلیم لئے ہوئے دنیا سے جاتے ہیں۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت نے حاضرین کو فرمایا لوگو! حضور قلب کا ملکہ صحت ہی میں حاصل کر لو ورنہ جب مرض الموت میں دماغ اور طبیعت کی ساری قوتیں مضطرب ہو رہی ہوں اور ہر چیز میں انحطاط اور فتور آ گیا ہو تو ایسے وقت میں بھلا حضور قلب کہیں حاصل ہو سکتا ہے؟ یہ! معذرت بلکہ ناممکن ہے۔

یہ نمونہ ہے آپ کے سودمند نصائح کا، یہ ناچیز اسی درِ دولت کا ادنیٰ خادم ہے میں نے اپنے کسی دینی بھائی کو اک خط لکھا ہے اور اس میں قلب کی بگڑی ہوئی حالت سُدھرنے کے لئے نو تدبیریں بتلائی ہیں۔ گو اس خط کی عبارت اور مضامین میرے ہی ہیں مگر حقیقت میں وہ خط میرے آقا ہی کی مشعل معرفت و سراج حقیقت سے سلگایا ہوا جھوٹا چراغ ہے اس لحاظ سے اس خط کو بیسویں نصیحت یا انیسویں نصیحت کی شرح یا قب سلیم کی تفسیر کہنا بیجا نہ ہوگا اس لئے وہ خط ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

## برادر دینی و محبِ راہ یقینی

جَعَلَ اللَّهُ قُلُوبَنَا وَ قُلُوبَكُمْ سَلِيمَةً ۱۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے دلوں کو سلیم بنائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ! میرے نام آیا ہوا آپ کا خط اس وقت

میرے سامنے رکھا ہوا ہے آج تک اس کا جواب نہ دے سکا۔ اب اس کے جواب کے جیہ میں کچھ اپنے دلی خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں سنو اور بغور سنو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

نصیحت گوئیں کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند اناں سعادت مند پند پیر دانا را  
ہماری نصیحت سنو! اے عزیزو، سعادت مند نو جوان پیر دانا کی نصیحتوں کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ ہم کو نلدرگ چھوڑے ہوئے ایک زمانہ ہو گیا وہاں آنے کو ہر چند جی چاہتا تھا پر قدم نہ اٹھتا تھا، نہ اٹھے، بجائے ہمارے کوئی

شاعر ہوتا تو اس کا بار فلک کج رفتار کے سر تھوپتا لیکن ہم تو ڈنکے کی چوٹ ہانکے  
پکارے کہہ دیتے ہیں۔ شعر

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفا کاری میں کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں  
ہاں خوب یاد آیا ہم کو رسمی طور پر آپ کی مزاج پر سی کرنی چاہئے تھی مگر یہ صرف  
ظاہر داری ہے، چنداں اس سے دلچسپی نہیں، آئیے تھوڑی دیر کے لئے اصلاحِ قلب کے  
تدابیر سوچیں۔

پہلی تدبیر دنیا کی بے ثباتی اور اس کی ناپائیداری کو نظرِ عبرت سے دیکھا  
کرو، دنیا بے گھروں کا گھر ہے، یہ دار فانی گذشتی اور گذشتی ہے اس کا دلدادہ پرلے  
درجہ کا احمق ہے کیسے کیسے سلاطین نامدار شاہان ذی الاقتدار کہ جن کے رعب و داب کا  
سکہ ایک جہاں پر جما ہوا تھا اور روئے زمین پر جن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، آج وہ کس  
بے بسی اور کسمپرسی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُف اس بے وفاداری نے ان بیجاروں  
کو کیسے کیسے سبز باغ دکھلا کر بھلا دادے دیکر زیر زمین سلا دیا۔ پھر بھی اس کو ان حرمان  
نصیبوں پر کچھ ترس نہ آیا۔ آئندہ نسلوں کی عبرت کے لئے بے تاج و تخت، فرشِ خاک پر  
زیر زمین پڑے ہوئے بادشاہوں پر مٹی کا ایک ڈھیر لگا کر قبر کے نام سے مشہور کیا گیا۔  
ہائے اس جفا کار دنیا نے اپنے ظلم کے ہوا کے جھونکوں سے اس تودہٴ خاک کو اڑا اڑا کر  
بے نشان ہی بنا کے چھوڑا۔ شعر

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے



آہ آہ! آپ نے نہ ایسا ظلم کہیں دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا، کروڑوں خانماں برباد ہو گئے، ان بیچاروں کا کوئی نام لیوا ہی نہ رہا۔ اگر کہیں ان کی نسل میں کوئی جیتی جاگتی نہ رہی بھی ہے تو لوگوں کے دروں پر بھیک مانگتے ہوئے دکھائی دیتی ہے۔ شعر

انہ رے فلک کی تلمون مزاجیاں رکھتا نہیں کسی کو کبھی ایک حال پر

اوبے وفادنیا! یا کوئی اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتا ہے جیسا

کہ تو نے کیا۔ کیسے کیسے مہ جینوں کو تو نے خاک میں ملا دیا، ان کی اٹھتی ہوئی جوانی پر بھی تجھے کچھ رحم نہ آیا۔ ان کا نہ چھپنے والا حسن، ان کی ٹوٹی پھوٹی قبروں سے نکل نکل کر اپنے بچنے والوں کو آٹھ آٹھ آنسوؤں لارہا ہے، ادھر زلفوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے تو ادھر کالوں کا،

ن کی نازک نازک کلاسیاں اور ان کے سارے جوڑ بند ایک دوسرے سے جدا ہو کر کہیں سے کہیں پڑے ہوئے ہیں، ان کا نرم و نازک جسم کو جس کو پھولوں کی بیج اپنی کرختگی کی وجہ سے اٹھا اٹھا کر بار بار بٹھا دیا کرتی تھی، آج وہ مور و مار کی غذا بن رہا ہے۔ یہ بیچارے اگر

نہ کچھ نہ کر سکے تو کیا عجب ہے، کیونکہ قسام ازل نے ان کو کسی کے مقابلہ کے لئے پیدا

نہ کیا تھا۔ ہاں تعجب ہے تو اس بات کا ہے، حیرت ہے تو اس کی ہے کہ کیسے کیسے شہ

زور میلتن، شیردل نامور بہادروں کو تو نے نیچا دکھا کے چھوڑا، عرب سے عجم تک جن کی

شجاعت کا شہرہ تھا، ایک زمانہ جن کا لوہا مان لیا تھا، ہائے وہ آج کس بے بسی کے ساتھ

اپنی اپنی قبروں میں چار خانے چت پڑے ہوئے ہیں، لطف یہ ہے کہ ہم سب کچھ سمجھتے

ہیں، کہتے ہیں، سنتے ہیں مگر چند لمحے بھی گزر نے نہیں پاتے کہ جو کچھ کہا سنا تھا عمر بے بقا

کی طرح ملیا میٹ ہوا جاتا ہے، پھر وہی ہم ہیں اور وہی ہماری قدیمی غفلت، اس اندھیر کا کیا کہنا۔ خبر اب تک زمانہ جس طرح گزرا گذرا، اب تو ہم کو ذرا سنبھلنا چاہئے، اور دنیا کی بے ثباتی اور اس کے نشیب و فراز کے خیالات کو اپنے دل کے آغوش میں محبت کے ساتھ اس طرح پالیں کہ ایک لحظہ نظروں سے اوجھل نہ ہو۔

### اشعار

دنیا نہیں کسی کی ہمیشہ قیام گاہ      جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے  
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں      بے داغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں  
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بہ چشم غور      اس پر وہ مبتلا ہے کہ جس کو نظر نہیں

دوسری تدبیر۔ ظلمات نفسانیہ و کدورت طبیعت کا ازالہ اور قلب و روح کو حق تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت کا پیدا ہونا اور اسرار و علوم شریفہ کا القاء خدائے تعالیٰ کے ذکر کی مواظبت اور ریاضت و مجاہدات کی کثرت پر اور عام مخلوق سے دُور رہنے وار خلوت و تنہائی کے اختیار کرنے پر موقوف ہے۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو وصیت کی ہے وہ بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ سے سب کچھ ہو سکتا ہے، پر تجربہ کی بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کا دوست اور اس کا ولی ہونا بے ان چار چیزوں کے ذرا غیر ممکن ہے، اگر کسی کے دل میں خدائے تعالیٰ کے دوست بننے کی گدگدی سی لگی ہو تو اس کو ان چار چیزوں پر جان توڑ کوششوں سے عمل پیرا ہونا چاہئے۔ ایک تو عزلت و گوشہ نشینی کہ جس کی بدولت انسان بہت سارے گناہوں سے نجا

مکمل ہے یہ اس کا ادنیٰ نفع ہے اور دوسرے خاموشی اس کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے  
 بغیر کچھ کہے کے سی کو ہم نے پچھتاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور جب دیکھا ہے تو کہنے  
 کے بعد ہی اپنی کہی ہوئی بات پر نادم ہو کے پچھتاتے ہوئے پایا ہے۔ تیسرے جوع یعنی  
 کٹر روزہ رہا کرے اور جب کھائے تو کسی قدر عادت سے کم کھائے۔ اشعار:

اندروں از طعام خالی دار      تادر و نور معرفت بینی  
 آپے اندر کو کھانے سے خالی رکھ      تاکہ تو اس میں نور معرفت دیکھے  
 نبی از حکمتی بہ علت آن      کہ پُری از طعام تابینی  
 حکمت سے تو اس وجہ سے خالی ہے۔ کہ ناک تک تو نے پیٹ کو کھانے سے  
 بھر دیا ہے۔ چوتھے سہر یعنی شب بیداری۔ اشعار:

بر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ      از یمن دعائے شب و درِ سحری بود  
 اللہ تعالیٰ نے حافظ کو معرفت کے جو خزانے دیئے ہیں، وہ راتوں کی دعاؤں  
 اور پھلی رات کے وظیفوں کی برکت سے دیا ہے۔

خواب و خورت ز مرتبہ عشق دور کرو      انگریسی بدوست کہ بے خواب و خور شوی  
 کھانا اور سونا تجھ کو مرتبہ عشق سے دُور ڈالا ہے اللہ کی قربت تجھ کو اسی وقت  
 حاصل ہوگی جبکہ تو زیادہ کھانا اور سونا چھوڑ دے۔

تیسری تدبیر: حق تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں پوشیدہ کر رکھا  
 ہے: (۱) اپنی رضا مندی کو اپنی اطاعت میں چھپایا ہے لہذا کسی اطاعت کو حقیر نہ سمجھے،  
 ثابید رضائے الہی اسی میں ہو۔ (۲) اپنی ناراضی کو اپنی نافرمانی میں مخفی کر دیا ہے، اس

لئے کسی نافرمانی کو تھوڑی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ شاید اللہ پاک کا غصہ و غضب اسی نافرمانی میں ہو۔ (۳) اپنی ولایت کو اپنے بندوں میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔ لہذا کے بندوں میں سے کسی بندے کو بھی حقیر نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ شاید اللہ تعالیٰ کا ولی وہی ہو۔

چوتھی تدبیر: حضرت مرشدی! رُوحُ اللہِ رُوحُہ وَ نَوْرُ ضَرْبِہُ

مجھ سے بارہا فرمایا ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اپنے مرشد سے نہایت خلوص اور صدق دل سے محبت رکھے۔ رُبُّطُ الْقَلْبِ بِالشَّيْخِ بِالْمَوَدَّةِ وَالْإِخْلَاصِ یعنی مرشد کے ساتھ دلی محبت رکھنا شرائطِ سلوک سے ہے اور مرشد کی صورت کو ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھے۔ الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ یعنی مرشد اپنے مریدوں میں ایسا ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں، اور یہ حدیث مرصاد العباد میں ہے اور ۳ غُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ سے بھی اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ میں نے حضرت سے ایک روز یہ بھی سنا ہے کہ جو فقیر شرع کا پابند اور صاحبِ درد ہو، اس کی صحبت اور خدمت کو غنیمت جانو، اور سچے دل سے اس کے ساتھ محبت رکھو، اس لئے کہ ۴ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ جو حق تعالیٰ کا فرمان ہے سچ ہے، اچھوں کی صحبت ضرور کچھ نہ کچھ رنگ لائے گی، اس وجہ سے قرآن مجید اور حدیث شریف نہایت ہی پُر اثر الفاظ میں نیک صحبت کی رغبت دلا رہے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ان کے روح کو منور کرے اور ان کی قبر شریف کو نور سے بھر دے۔ ۲۔ یہ مقولہ بزرگوں سے ایسا ہی سنا گیا ہے۔ ۳۔ میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے شان والے ہوں گے۔ ۴۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ شیوخِ کامل اور ائمہ مجتہدین کی اقتداء و محبت اختیار کرو۔

## شعر

باماشقاں نشین و غم عاشقی گزریں      باہر کہ نیست عاشق کم کن از و قریں  
عاشقوں کے ساتھ بیٹھا کرو اور عشق اپنے میں پیدا کرو۔ جو عاشق نہیں ہے اس  
کے پاس مت ہلکو۔

اگر بظاہر مرشد سے کسی کو دُوری ہو گئی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، مرشد کی صورت  
کا تصور جمانا اور ان کے بتلائے ہوئے وظیفہ پر مداومت کرنا ان کی جسمانی صحبت کا  
مزدہ دے جاتا ہے۔

پانچویں تدبیر: ان کتابوں کے جن کے اوراق میں اولیاء اللہ کے مقدس  
سوانح عمریاں چھپی ہوئی ہیں، اور بات بات میں اپنے دیکھنے والوں کو تڑپا دیتی ہیں، ان  
کو ضرور دیکھا یا سنا کرو، ایسی ہی کتابوں کی بدولت طاعت کی ہمت اور ریاضت کی  
رغبت دن دوئی رات چو گنی ہو جاتی ہے، عبادت میں کاہلی نام کو بھی پاس نہیں آنے پاتی،  
کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آجائے اس میں نہایت صبر و استقلال سے کام لیا جائے گا۔  
خدائے تعالیٰ نے بزرگوں کے احوال کو دنیا کی محبت دلوں سے کم کرنے اور نفس کو رزائل  
بشری سے پاک و صاف بنانے میں عجیب اثر دے رکھا ہے، میں نہایت وثوق کے ساتھ  
آپ کو باور کراتا ہوں کہ جب آپ کسی بزرگ کا حال پڑھیں گے تو آپ کو ایسا معلوم  
ہوگا کہ میں اسی بزرگ کی حضوری میں حاضر ہوں، وہ ارشاد فرما رہے ہیں اور میں سن رہا  
ہوں، اور ان کے فیض کا دریا پڑھنے والوں اور سننے والوں کے دلوں پر موجیں مارتا ہوا

امڈا چلا آئے گا۔ غرض ایسے پر آشوب زمانہ میں اپنے اور بیگانوں سے بجز رنج اور غم کے کچھ نہ پائے گا۔ شعر

بھٹ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی      بچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برابر ہووے

اس فتنہ کے زمانہ میں ایسے دوست جو خرابیوں سے خالی ہوں وہ دو ہیں ایک تو مرشد ہے جن کا دل محبت الہی سے بھرا ہوا ہو، دوسرے نصیحتوں اور اولیاء اللہ کے احوال کی کتابیں۔

چھٹی تدبیر: اگر آپ منزل مقصود تک پہنچنا ہی چاہتے ہوں اور حق تعالیٰ کے مقرب بننے کا شوق آپ کو بے چین ہی کر رہا ہو، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے دربار میں کل کے دن آپ سرخ رو جانا چاہتے ہو تو خدائے تعالیٰ کے ٹھہرائے ہوئے اور خاص و عام کے لئے اس کے پسند کئے ہوئے قانون شریعت پر اس طرح جمے رہئے کہ کسی مخالف کی مخالفتانہ تقریر کی باد صرصر کا جھونکا آپ پر کچھ بھی اثر کرنے نہ پائے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی پیروی کو عبادات اور عادات میں لازم و ضروری جانئے۔ شرع کا خلاف کر کے شرع والے کی محبت کا دم مارنا اور ان کے مقرب بننے کی فکریں کرنا مجنوںوں کے حرکات سے کچھ کم نہیں۔

### اشعار

خلاف پیہر کے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید  
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خلاف کرے۔ یاد رکھو کہ وہ منزل مقصود کو ہرگز نہ پہنچ سکے گا۔

محال است سعدی کہ راہ صفا تو اس رفت جز در پئے مصطفیٰ  
سعدی صفائی باطن کا طریقہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر  
اگر حاصل کرنا چاہیں تو یہ محال ہے۔

سا تو یں تدبیر: عنقریب ہم کو یہاں سے چلنا اور ایک دوسرا ہی عالم بسانا  
ہے جب تک ہم یہاں رہیں مسافروں کی طرح رہیں، اور خدائے تعالیٰ کے سوائے کسی  
سے دل نہ لگائیں اور جب وقت آجائے تو اس مصیبت کدہ کو اس دارالحن کو نہایت خوشی  
سے خیر باد کہتے ہوئے چل کھڑے ہوں۔ اشعار

دوستی ہر چیز کی رب کے سوائے سب جنم تجھ کو پریشانی میں بھائے  
عشق کا اس کا تجھ کو اے درویش بس کبھی نہ کوئی بات کی تو کر ہوس

آٹھویں تدبیر: ہر حال میں ذکر الہی جاری رہے کوئی عمل ذکر سے بہتر نہیں  
ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جہاد و سخاوت کو بھی ذکر کے مقابلہ میں  
ناچیز ثابت کیا ہے۔ اکثر آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو  
کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہنے لگیں، خدا تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں کئی جگہ ذکر کی  
رغبت دلائی ہے ایک جگہ نہایت مختصر الفاظ میں اپنے مقرب بننے کی تدبیر سکھلائی  
ہے۔ وَ اذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبْتَئِلْ اِلَيْهِ تَبْتَلًا۔ یعنی ہمیشہ اپنے پروردگار کا نام  
لیتے رہو اور سب سے ٹوٹ پھوٹ کر اسی کے ہو رہو، غرض اس قدر ذکر کی کثرت و  
مواظبت کیا کرو کہ کسی وقت بھی دل اس سے غافل نہ ہو سکے۔

## شعر

مطلب یہ ہے کہ یاد سے غافل نہ ہو کبھی اس دلربا کے ذکر سے بیدار دل رہے  
یوں تو ہر ذکر کی یہی شان ہے جس کو آپ سنتے ہوئے چلے آ رہے ہیں، پر  
صفائی قلب کے لئے مرشد کے بتلائے ہوئے ذکر کو خدائے تعالیٰ نے عجب اثر دے رکھا  
ہے، مرشد سے آپ کو جو کچھ پہنچا ہے اس کو چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں جاری  
رکھئے اور جب آپ کو دنیا کے مشاغل سے کچھ فرصت ملے تو آنکھ بند کر کے مرشد کی  
صورت کو پیش نظر جما کے خدائے تعالیٰ کی یاد میں ہمہ تن مشغول ہو جائے اس طرح  
سے آنکھ بند کئے ہوئے ذکر کرنا صفائی قلب کے لئے اکسیر اعظم ہے، گودن کا ذکر بھی  
مفید ہے پر رات کا ذکر نہایت ہی موثر ہے۔

نویں تدبیر: اگر ہم دل کو اپنی آئینہ سے تشبیہ دیں تو کچھ بیجا نہیں ہے، ابتداء  
تخلیق کے وقت ہمارا دل بالکل یئینہ کی طرح پاک و صاف اور نہایت شفاف تھا جو  
جوں ہم بڑھتے گئے اپنے ہاتھوں سے آپ ہی اس کو بگاڑتے گئے۔ خدائے تعالیٰ کا لاکھ  
لاکھ شکر ہے کہ اس پاک و بے نیاز نے پھر اس بگڑے ہوئے دل کو سدھارنے کے بہت  
سارے اسباب مہیا کر رکھے ہیں، اس عالم میں بہت سی ایسی بھی چیزیں ہیں جو دل کو  
بگاڑنے اور اس کو سیاہ بنانے میں قوی اثر رکھتی ہیں، اس لئے ہم ان دونوں قسموں کے  
اشیاء کی ایک مختصر فہرست دیتے ہیں، اگر کسی کے دل میں سچی طلب ہو تو اس کو چاہئے  
کہ بری چیزوں سے بچے اور اچھی چیزوں پر عمل پیرا رہے، اس کے بعد آپ چند ہی روز



میں دیکھ لیں گے کہ اس کا زنگ آلود دل جام جم بنا ہوا عالم ملکوت کا جلوہ دکھاتا رہے گا۔

## دل کو بگاڑنے والے اور اس کو زنگ آلود بنانے والے اشیاء

معصیت، قوتِ حرام، حب مال، حب جاہ و حشمت، رشک و حسد،  
 تعصب ناحق، عداوت، تکبر، ریا، بغض و کینہ، دروغ بیانی، خُشک و قہقہہ،  
 بد اخلاقی، غیبت، چغلی خوری، غصہ، بے مروتی، زبان سے فحش یا خرافات  
 بکنا، حرص و طمع، بخالت، اپنی آپ تعریف کرنا، کسی سے اپنی تعریف سننے کی  
 خواہش، اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا، غفلت، (۱) چاپلوسی و  
 خست، کسی کو ضرر پہنچنے سے خوش ہونا، (۲) جھوڑے، لوگوں کی عیب جوئی،  
 مکر و حیلہ، احکامِ الہی میں اشتباہ کرنا یا ان کو ہنسی اور دل لگی میں اڑا دینا۔

## دل کو سدھارنے والے اور اس کو جلاء دینے والے اشیاء

توبہ، اکل حلال، صدق مقال، نیکیاں، خاموشی، سخاوت، تواضع، حیا، مخلوق خدا پر  
 شفقت کرنا، عبادت، ذکر، فکر، طہارت، ہمیشہ با وضو رہنا، نفس کا خلاف کرنا اور اس کو توبیخ  
 کرتے رہنا، ریاضت و مجاہدہ، (۳) محاسبہ، (۴) مراقبہ، صبر، شکر، خوف خدا، امید رحمت،  
 سوء خاتمہ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا، زہد، صدق نیت اخلاص، قضاءِ الہی پر راضی رہنا،

(۱) ہلکا پن۔ (۲) بیجا شجاعت جس سے نقصان پہنچے۔ (۳) اپنا آپ حساب لیتے رہنا۔ (۴) نفس پر نگرانی رکھنا۔

توکل، قناعت، خویشتن داری (خودداری)، پرہیزگاری، حلم و بردباری، عفو، ثبات و استقلال، شجاعت، کرم، حُسنِ اخلاق، لائبی چوڑی امیدوں کو خیر باد کہہ کے ہر وقت موت کو یاد کرتے رہنا، سکرات کا خیال، قبر کی مصیبتوں کا سما ہمیشہ پیش نظر رکھنا، نکیرین کی ڈانٹ، قیامت کی باز پرس اور اس کے وحشت انگیز منظر کو نہ بھولنا، شوق دیدار و عشق الہی اور حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی محبت و اتباع۔

### شعر

از طفیل خواجگانِ نقشبند کار دنیا عاقبت محمود باد  
نقشبندی اولیاء کے طفیل سے۔ دنیا کا انجام خیر پر ہو۔

میرے اس رسالہ کا نچوڑ اور خلاصہ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر ہے۔ اسی شعر پر میں اپنے اس رسالہ کو ختم کئے دیتا ہوں۔

### شعر

جامیا واقفِ دم باش عزیزاں رفتند فکرِ عقبی بکن آخر کہ تو ہم مہمانی  
جامی اپنی ہر سانس ذکر الہی میں نکالو۔ نقشبندی اولیاء اللہ جن کا ذکر تم پڑھ چکے  
ہو وہ سب دنیا سے چل بے تم کو بھی کتنے دن رہنا ہے، آخرت کی فکر کرو، آخر تم بھی تو  
یہاں مہمان ہو، ایک دن تم کو بھی چل بسنا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهِ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِكَاتِبِهِ وَلِمُصَحِّحِهِ وَلِمَنْ قَرَأَ فِيْهِ  
وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ  
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. آمِينَ.

اے اللہ مغفرت فرما اس کتاب کے مولف کی اور ان کے والدین کی اور اس کتاب کے لکھنے والے کی اور اس کتاب کے تصحیح کرنے والے کی اور جو اس کتاب کو پڑھے ان کی اور تمام مسلمانوں کی۔ آخر کلام ہمارا یہ ہے کہ بہت تعریف للہ رب العالمین کو سزاوار ہے اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو سب مخلوق سے بہترین ذات مبارک پر جن کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان کے تمام آل و اصحاب پر آپ کی رحمت کے طفیل سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

# شجرۂ حضرات نقشبندیہ رضی اللہ عنہم اجمعین

## يَا فَتَّاحُ

- الہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- الہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
- الہی بحرمت مصاحب رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- الہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ
- الہی بحرمت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
- الہی بحرمت سلطان العارفین قطب العاشقین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت خواجہ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت خواجہ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت خواجہ مولانا محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت خواجہ محمود انجیر نقوی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سہاسی رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بحرمت حضرت سید السادات حضرت سید خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان پیر پیران امام طریقت حضرت خواجہ بہاء الدین  
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد یعقوب چرخي رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد شرف الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ مولانا خواجگی محمد الکنی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت محبوب صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی امام الطریقت حضرت شیخ

احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت ایٹاں حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت حافظ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت سید السادات حضرت سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت حضرت شمس الدین حبیب اللہ عارف باللہ قیوم زماں قطب جہاں

حضرت مرزا مظہر جاں جاناں رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت قطب الاقطاب فردالافراد حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ غلام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت شیخ واصل مرشد کامل عارف باللہ حضرت شاہ سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمت شیخ وقت قطب دوراں عارف باللہ حضرت سید محمد پادشاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ  
 الہی بحرمت جمیع حضرات نقشبندیہ بر فقیر ابوالحسنات سید عبداللہ رحم فرما و عاقبتش  
 بخیر گرواں بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ وَآلِهِ الْأَمْجَادِ۔

اَمَّا بَعْدُ..... را

در طریقہ عالیہ نقشبندیہ بیعت نموده داخل محفل گردایندم حق سبحانہ تعالیٰ  
 ..... مذکور را از فیوضات مرشدان حظّ وافر نصیب متکاثّر

مع استقامت شریعت عطا فرماید۔

آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ  
 أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

جامیا واقم باش عزیزاں رفتند  
 فکر عقبی بکن آخر کہ تو ہم مہمانی  
 کم خور د کم حسپ و کم گوہم بچہلا کم نشین  
 دایما در ذکر باش و خویش را ہیں بدترین  
 باعاشقاں نشین و غم عاشقی گزین  
 باہر کہ نیست عاشق کم کن از و قرین  
 از طفیل خواجگان نقشبند

کار دنیا عاقبت محمود باد

## محدث دکن کی اردو تالیفات

علاج الساکین

فضائل رمضان

تفسیر سورہ یوسف

کتاب المحبت

قیامت نامہ

مواعظ حسنہ

میلاد نامہ

معراج نامہ

فضائل نماز

سلوک مجددیہ

نور المصائب (ترجمہ زجا جتہ المصائب)



**DECCAN TRADERS**

**Bookseller & Publishers**

23-2-378, Moghalpura, Hyderabad-500 002

Ph : 040-24521777, 66490230, Fax : 66710230

Website : [www.deccantraders.co.in](http://www.deccantraders.co.in)

E-mail : [dthyd@yahoo.com](mailto:dthyd@yahoo.com)



**Talib E Dua**

**محمد عامر علی قادری ~ حاذق**

**ابن**

**محمد عضمت الدین قادری صاحب**